TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222792

UNIVERSAL LIBRARY

جنون و حکمت

(رباعیات)

جنون و حکمت

(رُباعیات)

برکفے جامِ جنون و برکفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

از جوش ملیح آبادی

کلیم بُک ڈپو، دریا گنج، دہلی

بار اوّل   سنہ ۱۹۳۷ء   قیمت ۸/

(محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

٨٩١٤ م ٣١٠٢
ح - ج

دل، رسم کے سانچے میں نہ ڈھالا ہم نے
اُسلوبِ سُخن نیا نکالا ہم نے
ذرّات کو چھوڑ کر حریفوں کے لئے
خورشید پہ بڑھ کے ہات ڈالا ہم نے

ابواب	تعدادِ رُباعیات	صفحات
حقائق	۱۴۸	۳ تا ۷۶
حُسن و عشق	۶۰	۷۹ تا ۱۰۸
پیرانِ سالوس	۳۰	۱۱۱ تا ۱۲۰
خمرّیات	۱۰۸	۱۲۳ تا ۱۷۶
متفرقات	۶۶	۱۷۹ تا ۲۱۱

شاعر کی راتیں

شاعرِ انقلاب نے چند راتوں کی مختلف کیفیتوں کو اپنے خاص وجد آفرین اور کیف آور انداز میں بیان کیا ہے، جنھیں پڑھکر ہر شخص اپنے کو اسی ماحول میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ راتوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

مست رات	بدمست رات
راز و نیاز کی رات	انتظار کی رات
اندھیری رات	چاندنی رات
جوانی کی رات	تصورات کی رات
التفات کی رات	جدائی کی رات
اشکوں کی رات	برسات کی رات
ربودگی کی رات	بیخودی کی رات
سرشار رات	بھیگی ہوئی رات
تصورات کی رات	بیچین رات

پیا بن ناگن کالی رات

قیمت صرف آٹھ آنے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

کلیم بکڈپو، دریا گنج، جینتی نواس، دہلی

پیغمبرِ اسلام

خواجۂ دوجہاں سرورِ کائنات آنحضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور رسالت پر شاعرِ انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی کا وہ غیر فانی شہ پارہ جس کی رفعت و عظمت کے سامنے قصرِ کفر سرنگوں ہوتا ہے، ثبوتِ پیغمبری کے باب میں اس لافانی شاہکار کے انوکھے استدلال دل میں تیر کی طرح اُترتے چلے جاتے ہیں، اس کے ازلی الہامات سے دماغ میں یزدانی نور سرایت کر جاتا ہے، اس کے دلائل قاطع کے سامنے ادراکِ منطق چھانٹنا بھول جاتا ہے۔ شاعرِ انقلاب پر جب ایک خاص سرشاریت کا عالم طاری ہوا، اُسی وقت اُنھوں نے یہ نظم کہنا شروع کردی۔ عالمِ بیخودی میں چار روز کی ریاضتِ شاقہ اور یکسوئی قلب سے جو کچھ حاصل ہوا، صرف وہی صفحۂ قرطاس پر تحریر کیا گیا۔ جب تک یہ نظم مکمل نہ ہوئی حضرت جوش نے کچھ کھایا نہ پیا، اور نہ خلوت سے باہر تشریف لائے۔

قیمت صرف آٹھ آنے

محصول بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

کلیم بکڈپو، دریا گنج، جینتی نواس، دہلی

حقائق

تا بود دلم، ز علم محروم نه شد
کم بود ز اسرار که مفهوم نه شد
اکنوں کہ ہمی بنگرم از روئے خرد
معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد

(خیّام)

اپنے ہی دماغ و دل کا مقہور ہوں میں
خود اپنے ہی دل میں ایک ناسور ہوں میں
واقف ہوں کہ سوچنے میں ہے جی کا زیاں
کیا کیجیے، سوچنے پہ مجبور ہوں میں!

(مصنّف)

(۱)

سرسبزی کرے گا مٹکا کر دول کا شیخ

سرنہیں کا شیشہ بار کر دول کا شیخ

گر جس کا جی از جان سے گا جن توت

اللہ سے میں دو چار کر دول کا شیخ

---

(۲)

گرو وح میں باب کفر وا کیاں سے دو

وہ وجہ پرکی وحشت سے ہے دانش کا جود

اتنا کار سے ہے ایں در باغ کفر و دو علیں

آواز ایں عقل ضعیف و سی دو دا

(۳)

نادیدنی کی نظارۂ انوار بھی نہیں
اتنا ہے شہود و شوق و دیدار بھی نہیں
اک قادرِ مطلق کا جہاں تک ہے سوال
انکار بھی نہیں ہے اور اقرار بھی نہیں

---

(۴)

بینا بھی عجیب شے ہے، دانا بھی عجیب
پانا بھی ہے طرفہ بات، کھونا بھی عجیب
اک قادرِ مطلق کا ادا وصال از تن
ہونا بھی عجیب ہے، نہ ہونا بھی عجیب

(۵)

الٹے گا فلک نقاب تیرے آگے
کھل جائے گی ہر کتاب تیرے آگے
ہو جائے گا جب عیاں پیکر ذرۂ خاک
چھپ جائے گا آفتاب تیرے آگے

۶

آزادیٔ فکر و درسِ حکمت ہے گناہ
دانا کے لئے نہیں کوئی جائے پناہ
اس اژدرِ تہذیب سے خود بینی ہے
یہ نسب و نادون، عیاذاً باللہ

(۵)

ہے عالم کی بنا پانی پہ ازل تا ابتک
ساحل پہ سفینا پانی پہ ازل تا ابتک
کہ نوح کی کشتی ہے جو فتح کا باعث
انسان کی بنیاد پانی پہ ازل تا ابتک

---

(۶)

بیداری عمل ہے بے نیند و موت
اس واسطے ہیں لو تر و ہے جو فوت
یک رنگی و یکسانی اسلوب حیات
در اصل ہے ایک سانس لیتی ہوئی موت

(Monotony of life) ۱۵

(۹)

دل ہوتا ہے روبراہ گاہے گاہے
رہتی ہیں بھرے آہ گاہے گاہے
اس دل کے لئے بہتیں قوی تر بن جاتا ہے تلاؤ
رہتی ہیں ہم اس راہ گاہے گاہے

---

(۱۰)

پایاں غم ہر انسان ہوا جاتا ہے
بیچارہ پریشان ہوا جاتا ہے
گھٹتا ہے تو آتا ہے مرے شعور کا جنون
بڑھتا ہے تو شیطان ہوا جاتا ہے

(۱۱)

طوفان سے عفریت کو بے تاب کر دے
اس برق جہاں سوز کو پھر تپش کر دے
بیگانہ مہ پیا ہے علم سے اے معبود
معصوم جہاں الٹوں کو وا بے تاب کر دے

(۱۲)

دنیا سے کسی شیخ ابراہیم بیٹی کی ورسی عید دے
ہے سلیقہ سیکھ یہیں جی یہ قالب تو نہیں
سہل جائے آئے کل کل طلسم کی گرہ
بیچ سے یہ بیٹا بیر اردو بدنی یہ نیں

(۱۳)

آزاد ہو ہر رنج سے شادمانی سے جی

بشاش سی ہو تو طلب کامرانی سے جی

کچھ بھی ہو جواں تو طلب بیتیں غم

مسرور جوانی کر زندگانی سے جی

---

(۱۴)

دنیا سے فقط رنج ہی پایا میں نے

کیفیت جہانی سے یا مٹھا کھایا میں نے

لازم ہے کہ روزوں ہی تو بیتنے لگے

بیتی ہنستا ہنسانا ہی بلایا میں نے

(۱۵)

پھولوں کی آگ ہوس میں ہے چناروں کو دیکھ
عشرت کی ہے جو دھن تو سوگواروں کو دیکھ
تعمیر حیات ہے آئینہ پیش نظر
ہرگز نہ کبھی سجے ہوئے مزاروں کو دیکھ

---

(۱۶)

ناگفتہ ہیں آج تک فسانے لاکھوں
لب تشنۂ ساز ہیں ترانے لاکھوں
انسان کا دل نہ توڑ اے بندۂ یاس
ہیں اس میں بھی فطرت کے خزانے لاکھوں

(۱۷)

اے خدا ہیں حق شناس والے عالم میں
عزت کا مقام ہے فقط حق سے بنا
انسان اپنی اصل پہ رہا ہے کھٹول کھٹول
اور ایک ہے قرب قیامت کا یقین

[illegible]

(۱۸)

انصاف اپنوں کی چاہ و رنج والے
محنت ان کو ہے نگاہ و رنج والے
سچ تو ہے اب تیرے حسن و نقش رہے
دل کو ہے سب سے ایسی نگاہ و رنج والے

(۱۹)

ہر دعویٰ ارتقا کو مانا میں نے
ہر گوشۂ کائنات چھانا میں نے
سب جان چکا تو اے عزیزو یارو
یہ کچھ نہیں جانتا یہ جانا میں نے

(۲۰)

ظلمت کا سراغ جب لگایا ہم نے
سب سلسلۂ نور بڑھایا ہم نے
باقی نہ رہا علم کا جب کوئی سلوک
تب جا کے مقامِ جہل پایا ہم نے

(۳۱)

کیا بات ہوئی کہ رو رہا ہے نادان
کیوں مفت میں جان کھو رہا ہے نادان
بالا سے گذشت ہے زبان کی گذشت
پیچھے سے غلط آن ہو رہا ہے نادان

(۳۲)

کرو اب سے کھیل کا مرتبہ کرنے والا
منبع تیج ہے اے عزت دینے والا
ان اعنیں کا تحفظ ناقد بقت ہوں
قدوں میں اے الٰہ کرنے والا

(۳۳)

جب عقل ہی نہیں ہو تو نیت کیسی
جب کام ہی نیت ہو تو شرارت کیسی
ماحول و وراثت پہ ہے مبنی ہر فعل
فاعل پہ یہ تہمت کیسی لعنت کیسی؟

(۳۴)

لبوں سے آہ و چیخ سحر ابھرتی نہیں
دورِ نقش و عدم سے الم ابھرتی نہیں
مے تو دو عیش میں اس سے تشنگی واہ واہ
ہیں تیار آتشِ غم سے ابھرتی نہیں

(۲۵)

شتابندہ دلبری سے عجب کرو اچھو
لیلا سے پیٹ پھکی سے عجب کرو اچھو
لو عشق سے کرتی آنت بیجی سے کرتی نیزہ کرار
پپیا سے بھٹی جعتی سے عجب کرو اچھو

[illegible]

(۲۶)

جب جو طلب سے دل جل جاتا ہے
سانچی میں طرب سے اور دو جل جاتا ہے
کرلیتی ہیں عشق سے کا جب اماطہ نظر ہیں
راہتی سب یہ تیر میں بیل جاتا ہے

(۲۷)

رقصاں ہو جو باطن میں جوانی ہے جوانی
پیدا ہو جو ہوس سے کامرانی ہے جوانی
چمکے کسی طرح دل سے تو جیسے کبھی پھیلے
اے یار عزیزاں نہ ستا دیوانی ہے جوانی

(۲۸)

یہ لگی تو پیش سر سجدہ آ ہو تو نہیں
اس عیش میں کوئی غم کا پہلو تو نہیں
آنکھوں میں ہے جو چشمۂ اشک غلطاں
ڈرتا ہوں کہ ان میں کہیں آنسو تو نہیں

(۲۹)

کیوں قید ہے تازگی سے ہر جی میں
ہر فن اتنا بنا ہوا ہے پیری کا یقین
ہم ایسے تھے جوانوں سے بدل لڑکپن میں
اطفال ہیں ترک یعنی ہیں اس کہن

(۳۰)

کچھ بیٹھے کھلونوں کی طلب میں بیتاب
کچھ حسن کے کھلونے ہیں خوش اور شاداب
ایمان و زر و زینہ دل سے قربان
بچے ہیں مگر بندۂ اسباب بیتاب

(۴۱)

گل پہ نہیں قطرۂ شبنم سے ستاری کی پھبن
چھپاں ہے جو ان بادِ بہاری کی پھبن
انساں کی بینی ہی کا ورد ہے بہتر سرود
فطرت کی بینی ہی سے جاری کی پھبن

(۴۲)

مستی کا نشاں ہے یہ سرشاری ہے
انسان پہ اک خواب گراں طاری ہے
ادراک پہ پردہ کہ نہیں یہ بھی بجا
خود موت بھی خواب ہے کہ بیداری ہے

(۳۳)

امرِ شش سے نتیجے ہوں وہ ممکن ہی نہیں
سب بتا شد زلطف عدو ممکن ہی نہیں
عشاق ہیں بے چیاں دولت دیدار و نہیں بھی
وال عشق کا ہو و مقصود ممکن ہی نہیں

(۳۴)

ہوتا ہے میکوں عشق سے بڑھانے کیلئے
ارنی سے ہے بنی ہوں دلانے کیلئے
افسوس کہ نقش ہے جلالی ہے چراغ
جگہ ہست کو جہ تفصیل دکھانے کیلئے

(۲۵)

ہاں نوعِ بشر چینِ جبیں جاتا ہے

انساں ترہ و راستی بہ زمیں جاتا ہے

اللہ کو بھول کر وہ ترکِ سبق بن بن

تھا روزِ ازل جہاں کو دنیا میں جاتا ہے

---

(۲۶)

باکام جو دل والے میں لاتا نہ ہمیں

بیکس سے نہ تھی بس میں پہنچتا نہ ہمیں

بس ساتھ تو دل میں ہے کہ جو بنتا دیتا

شیطان ترے کھانے سکھاتا نہ ہمیں

(٣٠)

انسانه اوراده دیه بیلاقی قوده

بیش الوان بیلاقی قوده

کهنه کیبیتنه اوزرینده بیلکیلکچیها

یایلاده تیلسه آلتی قوده

---

٨ (٣١)

قوزیه قاوزاق یوکلی یوکلیه‌یی

یالکز تیزدن یوکلی نه یوکلدیلر

چیقار چیقار چیقار قوه

یوکلی یوکلی یوکلی یوکلیلیلر

(۳۹)

وہ گفتگو کہ ہر اک سے کہی جاتی ہے
یہ دن یہ امرا کہی جاتی ہے
اس عمر ایک ادا یہ یاں کی جو داغ
اور دل ہی کہ رات سرا کہی جاتی ہے

---

(۴۰)

تھا جانِ چمن جن کا ترانہ اک دن
کیا ہو گیا ان کا آشیانہ اک دن
سمجھی ہے جب آج حقیقت دنیا
بن جائے گی تیری بھی فسانہ اک دن

(۱۲)

میں ڈوب کے غرق سرگرانی نہ رہا
کیا ابر اٹھکے برسے میں پانی نہ رہا
سمجھا جو حیات کو تو نیستی کی صورت
بیصورت عطا ہوئی تو فانی نہ رہا

---

(۱۳)

قوا جس کا نقیض کار نکلا وہ بھی
بیعنصر اختیار نکلا وہ بھی
انسان کے ارادے کو کیا دیں تحسین
اک نوع کا اضطرار نکلا وہ بھی

(۳۲)

عالم میں ہزار ہیں اگرچہ گورے کالے

اس پر بھی ہیں بے ثبات ہیں جگت والے

پیری میں ہیں دیکھے بھالے لیتے ہیں بچا لے سنتی

کوئی یہاں بیچ عبا کے علم و دانش والے

---

(۳۳)

بچھے سے تیرے بھوکے کی تیری پرسیاں

سب سے گئی جیتے جی اوہر کی باتیں

منہ کے آگے کہا وار کے آئے تیرے بہتیری

سب لے کے گئے لات کے پیچھے باتیں

(۴۵)

جو شمع ہیں، پروانہ ہوں تن جان سے
ہم زلف ہیں، بیاباں نہ ہوں تن جان سے
تمہیں بلبل نہ ہو ئیں عشقستان سے جدا
فریاد کریں، ان نہ ہوں تن جان سے

(۴۶)

صورت میں یکتا ہے تمام عالم خوباں
بیچ ہی کی لب بیتاب سے دلدار
سنتی ہوئی دوری کی جاں بیتابی
جب پیش کیا ان سے ہم نے جاں

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۴۹)

دنیا میں ہیں بے شمار آنے والے
آتے ہی رہیں گے روز جانے والے
عرفان حیات سے ہو ہشیار اگر تو دیکھ
اے شیخ غم سے ہیں میکدہ میں پینے والے

---

(۵۰)

افسوس ہے اے جی کے لگانے والو
جب اس میں نہیں نفع کمانے والو
غم سے تیری دل سے تیرا بتاتا ہے
بیکار ہوا اے تاک لگانے والو

(۱۵۱)

بہارات پہ پشہ ترا اثر تا کیوں ہے

پھیکے لیٹے پتا بے ستا کیوں ہے

ستی بین سانھ کھیل ا لطف جیاتا

ستی تعدد ا کھیل ہے ادبا کیوں ہے

(۱۵۲)

کھیل کر کوئی ہر کوئی بہ ہر بکلا

دردیش زبان بہ شاہ پہ بکلا

دنیا غمہ و قتی کو تو الا جیب و قیت

میان ہیں بہ ف سر و دہرا بکلا

(۵۳)

تنزیہ پیکرِ عصمت سے پشیماں کیوں ہے

وابستۂ اصطلاحِ عصیاں کیوں ہے

ممکن نہیں انساں سے تشبیہ کے خلاف

پھر فعلِ عبادت سے پشیماں کیوں ہے

(۵۴)

ہاں مرگ و حیات سے سمجھا ہوں میں راز

آغاز ہے انجام تو انجام آغاز

دنیا ہے زمانہ ہے اجل کی چکی

دل سے آتی ہے پہیوں کی آواز

(٥٥)

چلو سے سحر دم میں نکالیں لالہ کھول
گردان مفقود اور باچھیں لالہ کھول
ہیبت ہے کاروانِ فکرِ انسان
بیستاں غفلت ہے اور اپنی لالہ کھول

(٥٦)

سب نقش ہیں ایک سی تقدیر نہیں
مقدور ہے اس طرح کہ تقدیر نہیں
پیدا ہیں ہے کہ قوت اعلیٰ قوموں
اس سے اوصاف کیا ہیں معلوم نہیں

(۱۵)

اس دو جہاں میں تا دیکھا نہ بنا ہے

پاتے نہ روی سے گوشی کرنا بنا ہے

ہیں زندہ وہ جو ایک کشتگان تیغ تیرے کے طفیل

جیتے نہیں ہے وفا پہ مرنا بنا ہے

(۱۶)

ایسا نہیں جہاں میں اُفق انساں کوئی

ہو جس سے تیرا دو آزردہ انساں کوئی

انسان وہی ہے کہ وہ حقیقت ہی جب

پیدا ہوا ان کو کیا ہو دو شیطاں کوئی

(۵۹)

اب تک ہیں اس عمر سے ہوں بے نقد جواب
کس طرح معطل ہوں رسوم و آداب
اٹھتی تو ہے جو منع اسے آسکتی لیکن
پیدا ابھی سکیں گے آگے اس کو اسباب

(۶۰)

یارب نئی اور کہنہ مضمون پیدا کیا
صدیوں سے لیے آئی ہی مضمون پیدا کیا
ہر آن نئے ولولے انسان کے لئے
یعنی ہر نئے نئے والا قانون پیدا کیا

(۶۱)

اوہام سے دل ڈر سے ہوتے ہیں اپاہج

کس طرح نہ جئیں جو ہوتے ہیں اپاہج

افسوس کہ اسلاف سے باقی ہیں اقوال

قانون ہیں یہاں جن سے ہوتے ہیں اپاہج

(۶۲)

قانون نہیں ہے کوئی فطرت کے سوا

دنیا نہیں کچھ نمود طاقت کے سوا

قوت حاصل کر اور ہوسکے اب بن جا

معبود نہیں ہے کوئی قوت کے سوا

(۳۵)

اُٹھتا نہیں کسی ناتواں سے بوجھ
اُٹھتا نہیں کسی ناتواں سے بوجھ
ازروئے شریعت خدا نے کسی پر نہیں
ڈالا نہیں کسی ناتواں سے بوجھ

(۳۶)

برنج سے شاہ سے نوا آئے
بہ نفسہ زیادہ کہ گلا آئے
منفعل کا وادی کمال سے نہ بیان کسی طرح ہو
مشکل کی جو بات ہے ٹالا جائے

(۶۵)

ہے صاحب جوہر کو ہمیشہ سرکار
فطرت کو زبونوں سے زبونی ہے سروکار
افلاس کھینچتا ہے ایماں کی طرف
ہیبت میں نشہ ہو تو کافر کردار

(۶۶)

ہاں ہیچ ہے گر کام حق کا سلطان کو تیغ
انساں ہے جو کھینچتے ہیں وہ انساں ہے تیغ
لیکن ترا تن بطن کی ہمت عسس نہیں
عصیاں سے بچو ورنہ کہ نادان ہے تیغ

(٦٤)

جز یاس کو وقف صدمۂ شرارت کر دیں
اخلاق کی کچھ عجیب حالت کر دیں
شعلوں کو امیدوں سے آگ بنا تے ہیں گناہ
دولت انھیں دیدۂ ریاست کر دیں

(٦٥)

تعریف نہ کر رفیق جانی میری
پامالی بیت سے زندگانی میری
پچھتی ہیں تیرا شوق نظارتی ہے
شیدا ہے اس کی ناتوانی میری

(۶۹)

انساں کو فرشتہ نہ حیواں کر دے
یا تو وہ کسی نار بیاباں کر دے
دولت کہ فرشتوں سے بڑھا دیتی ہے
جب جاہ ہے اگر ہیں تو شیطاں کر دے

---

(۷۰)

جو نعمت الست انتساب ہو جاتے ہیں
اس روح سے کم خراب ہو جاتے ہیں
انساں سے بنتی ہیں خبر سے ہمراہ
کچھ عیب بھی اسباب ہو جاتے ہیں

(۱۰۱)

کچھ واں سے نہیں خلاف ہونے والا
مطلع یہ نہیں ہے صاف ہونے والا
ماں باپ کے رنج کی آتش دوستی کی سزا
یہ جرم نہیں معاف ہونے والا

---

(۱۰۲)

بیٹی ہو کہ وارث سے حماقت بہت
ناپختہ ریاضت سے عبادت بہت
جو راہ طلب میں بیٹھ جائے تھک کر
ان عاقلین سے جہالت بہت

(۲۳)

شہد شرم سے رضا نتیجہ ہے عقلِ انساں
تحیرانی سے کا نتیجہ ہے عقلِ انساں
تحقیق کی منتہی لیس عیب از ذاتہ
ہے کامرانی نتیجہ ہے عقلِ انساں

---

(۲۴)

ہے نطق بیاں سے گفتگو جاری ہے
ہے خاک پہ ایک آبجو جاری ہے
حیوان و نباتات و جماد و انساں
ہے فیض یہ ایک ہی کی ہو جاری ہے

(۱۵۵)

اک صورت جسم پاک جاں، دیکھو تو ذرا
صورت جو بنی ادا اک شان، دیکھو تو ذرا
جب دیکھ شرر وار ایمن وہ تیر وان کا
ہے ایک ہی خاندان، دیکھو تو ذرا

(۱۵۶)

اے خالق امر خیر و اے صانع شر
مجھ پہ ہی تو ہے مدار افعال بشر
پا لیکے تیرا کا بدن سے تیری ذات
ہے ہر جگہ عیاں لوئی ہے جگ پر

(۲۲)

قفس کی بندگی میں ناتواں کھیا ہوا ہوں میں
وہ بیکس ہوں ہوا میں سانس لیتا ہوا ہوں میں
اذیت کسی دشمن کو بھی دیتا نہیں ہوں میں
بقیہ جو دو کو قریب ہے دیتا ہوا ہوں میں

(۲۸)

کیا دوات کی بھی شان ہے اللہ اللہ
بیٹھا ہے قلم میں بیٹھ کر ہے سیاہ
کیا کچھ ہے بیان کر دل کر سے حق کا
احساس تو اب ہے اور الٰہی پناہ

(۹۹)

احساس کا یہ بار اٹھایا نہیں جاتا
یہ خاک یہ ذلت یہ چھپایا نہیں جاتا
معلوم ہیں سچ ہے ہزار اسرار حیات
ہستی کا بھرم سب پہ کھلایا نہیں جاتا

(۱۰۰)

دریائے عشق میں جا بجا حبابوں کو ڈوبتے دیکھا
اوراق چمن الٹ کے گلابوں کو ڈوبتے دیکھا
بجھتے ہوئے آس کے ذرّے ذرّے کی آنکھوں
ڈوبے ہوئے لالہ آفتابوں کو ڈوبتے دیکھا

(۸۱)

تقدیر کے دائرے میں آنا ہی پڑا
سر پائے مشیت پہ جھکانا ہی پڑا
واقف تھیں مآل گل سے کلیاں لیکن
پھولوں کی جگر ان کو تو مسکرانا ہی پڑا

(۸۲)

اپنی ہی اگر قسمت میں خود انسان ہے آج
کل صاحب تدبیر تھا حیران ہے آج
جو وقت کے اقتضا سے تھی کل آسانتر
وہ دیر کے ارتقا سے ایمان ہے آج

(۸۳)

ہر کس کو نہ دیکھا ہوا جس الا بابا

ہر طالب حق میر گدا سے تو الا بابا

کہتے ہیں ما ضے نے ہو حقائق کا ندیم

ادنا مری ہمیں کو شرابا علی بابا

(۸۴)

ہر عالم میں دیں یہ جان نکلا

ہر کوہ و بشال کاہ و بس نکلا

افسوس کہ تیغ سے وہ ما گے حق کا

چھلکا جو بنا تو بیضہ بلبل نکلا

(۱۸۵)

ہیں سیم و زر و روزگار کرتا شیطاں
دولت اپنی نثار کرتا شیطاں
انساں کی خباثت سے جو ہوتا آگاہ
اک سجدہ نہیں، انکار کرتا شیطاں

(۱۸۶)

افسوس کوئی واقفِ منزل نہ ہوا
ناقص ہی رہا ہمیشہ، کامل نہ ہوا
ناداں پیدا ہوا تھا، ناداں ہی مرا
انساں کو کبھی بلوغ حاصل نہ ہوا

(۸۸)

یہ عقل زبوں مٹا کے چھوڑے گی مجھے
یہ آتشِ غم جلا کے چھوڑے گی مجھے
یہ راز کی پیاس خوں پی لے گی مرا
یہ علم کی بھوک کھا کے چھوڑے گی مجھے

(۸۹)

وہ عقل نے کیا کیا نہ سہے ہیں اب تک
کیا کیا نہ یہاں خون بہے ہیں اب تک
پھر بھی یہ جرائم روایاتِ کہن
انساں کی طرف رینگ رہے ہیں اب تک

(۸۹)

انساں پہ ہے کس درجہ جرأت کا بار
دن کا ہے کبھی وزن، کبھی رات کا بار
پیدا ہوتے سر میں کیا کیا نہ خراج
شعلوں پہ ہے تیلیوں کے روایات کا بار

(۹۰)

ہر دل ہے چراغِ زیرِ داماں، افسوس
ہر سانس ہے ایک موجِ طوفاں، افسوس
رونا بھی ہے کچھ عجیب، ہنسنا بھی ستم
افسوس ہے اے عزیز انساں، افسوس

(۹۱)

جب بکری نے (۱۵) بیج لگایا کھیت

کھیت نے جب بیج آدھے سے کم دکھایا بھو

ذرات سے سلگتا ہوا جب سے بجھ والیتہ

بچا بچا کر وہی ان سے نہ دیا کھیت

---

(۹۲)

سنو تو ایک بات کہتا ہوں میں

پالتو ہے ساتھ کہتا ہوں میں

جب میری زبان سے یہ نکلتا ہے نہ تم

اس پہ سے یہ کانا تک کہتا ہوں میں

(۹۳)

یکرو ہے جہاں سے نسبت میری
کثرت میں ودیعت ہوئی ہے وحدت میری
کل عالم محسوس و ورائے احساس
سب درجہ وسیع ہے قرابت میری

---

(۹۴)

وابستہ ہر ایک فرد آفات سے ہے
روزی سے یہ تنگی، وہ خیالات سے ہے
تو جب کی طرف چلا ہے حاجت سے آگے
وہ سوختہ جاں بھی اک حجابات سے ہے

(۹۵)

عاصی نے نہ حجابات سے تعبیر کیا
عالم نے نہ نشانات سے تعبیر کیا
اس ارض و سما کے ذرّے ذرّے کو مگر
عارف نے نہ قطرات سے تعبیر کیا

(۹۶)

جی بھر کے یہاں کوئی نظارا نہ ہوا
صد حیف کہ جی بھر کا بھی یارا نہ ہوا
انساں کا کسی حال میں جی ہو شناسا
مستغنیت سے گزارا نہ ہوا

(۹۷)

ہنگامہ تو ہے سوز و درد والے ہیں
اے یار جن اہلِ شعور والے ہیں
ہے کام تیرا موجان ہے کمالات
ہمیں ہیں بیٹھے سے ذوق والے ہیں

(۹۸)

کیا جانیے چہرہ زرد ہوتا کیوں ہے
دل رنج و الم سے سرد ہوتا کیوں ہے
افسوس کہ اتنا بھی نہیں ہے ہمدم
کانٹا یہ کھٹک سے درد ہوتا کیوں ہے

(۹۹)

چھانی ہے بہر جگہ خدائی ہم نے
کیا کیا نہ بیاں کی ہے آرائی ہم نے
واللہ کہ جستجو میں تیری ہی کھوئی تھی
انساں سے عجیب تر نہ پائی ہم نے

(۱۰۰)

یہ ہستی نہیں ایں و آں میں الا افسوس
افسوس ہے اے نظامِ دنیا افسوس
غم ہی کا بیشتر غم ہے ہوا اتنا ہی نہیں
غم تو ہے ہستی کا بھی بیجا افسوس!!

(۱۰۱)

سیکھ کر نہ رہ دوا ہو جان کھونا ہیرا

چھوڑ دوا ہوں پنجابی نہیں رونا ہیرا

افسوس کہ یہ تمکنت ہے اے نفس غنچہ

تنہا بات ہوتا ہے عیب ہوتا ہیرا

---

(۱۰۲)

تیری ہیں چیزیں اور سے ہیں یارب

تیری نیند ہے کل سے ہیں یارب

بچپن جب آگ کہ تیری دنیا ہیں

پھولوں کو بہ اسے انگل اسے ہیں یارب

(۱۰۳)

پانی پہ نقشِ پا رہا کوئی اب تک
ہستی کی کوئی چیز بنائے کب تک
قائم ہے بنا پہ زندگانی کا نظام
انسان سے صورت کھیلتی ہے جب تک

(۱۰۴)

کیا جانے کوئی چیز ہے داغِ حسرت کیا ہے
مردود ہے کیا بلا ہے قسمت کیا ہے
تا عمر رہے خالق بندہ سب اک دوست
تا عمر رہے نہ کچھ تیرا یہ سب کیا ہے

(١٥١)

جو ہات میں تیغ خونچکاں ہے یارب

جو پاؤں میں زنجیر گراں ہے یارب

یہ سب کی برادری سے دل تنگ ہوں میں

انساں کی برادری کہاں ہے یارب

(١٥٢)

جنت ہے کہیں، تو تیغ عریاں ہے کہیں

صرصر ہے کہیں، تو باد طوفاں ہے کہیں

انسان کہاں ہے کس سے پوچھیں ہم

ہاں تو کہیں ہندو ہے مسلماں ہے کہیں

(١٠٧)

بے تمیز ہو جو الاٹ کم طوفاں افسوس
یا بے تعصب ہو اور انساں ہو افسوس
دریا قطع نہیں ہیں یا رب سے ہیں صوت ہے
افسوس ہے کہ تجھ پہ سر خود ایماں افسوس

---

(١٠٨)

اللہ سے ممکن ہی نہیں دل کو نجات
فریاد ہے اب یہ بندگی آتی نہیں حیات
جب چیز کو زندگی کا دیتے ہیں لقب
دراصل ہے وہ ایک مرگ طول الکلمات

(١٠٩)

واقف ہوں یہ جو نشأۂ زیست فانی کیوں ہے

یہ شیون و آہ و نوحہ خوانی کیوں ہے

یہ حق و عمل ہے زندگانی کے لئے

لیکن نہ کھلا کہ زندگانی کیوں ہے

---

(١١٠)

افسوس کہ کوئی کام ہوتا ہی نہیں

جی بھر کے یہاں قیام ہوتا ہی نہیں

شوق والے تمام ہو جاتے ہیں

ارمان تمام ہوتا ہی نہیں

(۱۱۱)

انسان کی جس قدر سمجھی طرّاری ہے
سب وقت گزارنے کی عیّاری ہے
فرصت کسے ہے معرفتِ رازِ حیات
جینا اک شغلِ بیکاری ہے

(۱۱۲)

اک شکل مٹا ہے اور اک شکل بنا
مٹنا ہے یہی ، اور ہے شکل بنا
اک سلسلۂ تغیّرات انسان ہے
ممکن نہ ہوا کبھی مسلسل جینا

(۳۱)

ہر سانس میں قانونِ ضرر جاری ہے
ہستی نہیں اک قسم کی بیماری ہے
انسان پہ یہ زندگی ہے اک تہمت بے جا
بیمار پہ یہ رات بہت بھاری ہے

(۳۲)

کیا جادۂ پیچیدہ ہے اللہ اللہ
ہر گام پہ ہوتا ہے مسافر گمراہ
منزل کی تلاش ہے نہ راز حق میں
حکمت اس کی ہے اور نہ کوئی آگاہ

(۱۵)

کھلتے نہیں عقدہ ہائے اسرار حیات
ملتے نہیں نقش پائے اسرار حیات
تحقیق ہو کیا، سائنس کی جاں بلب ہے
اسرار حیات! ہائے اسرار حیات!!

(۱۶)

دل دانش و حکمت سے سنبھل جائے گا
آنکھوں سے اُلجھن سے نکل جائے گا
معلوم نہ ہوگا راز ہستی ذرّہ بھر
اور عمر کا آفتاب ڈھل جائے گا

(۱۷)

اس دہر میں اک نفس کا دھوکا ہوں میں
بجلی ہوں، بگولا ہوں، چھلاوا ہوں میں
گہرائی ہوں، ہے جن روح کی تحقیق
ہر ذرہ پکارتا ہے، دنیا ہوں میں

(۱۸)

صدہا شکلیں ہیں یہ جو مشہود بھی ہیں
معبود زباں میں ہیں اور مسجود بھی ہیں
لاکھوں ہیں جو موجود تو ہیں پر زندہ نہیں
دیکھی بھی نہیں جو زندہ بھی موجود بھی ہیں

(۱۹)

معدوم نزاعِ کفر و ایماں کردوں
اضداد کا رابطہ نمایاں کردوں
اپنے دل سے اگر اٹھادوں میں نقاب
کیا دیر ہے، خود حرم کو ویراں کردوں

(۲۰)

اب راز حقیقت ہے نہ آئینِ مجاز
اے سلسلۂ فکر، تری عمر دراز
بڑھتا ہی چلا گیا ہے دل کا حجاب
آتی ہی رہی دیر و حرم کی آواز

(١٢١)

چھالا سا ٹپک رہا ہے میرے دل میں
شعلہ سا بھڑک رہا ہے میرے دل میں
ہر نیش تری یہ کچھ بھی نہیں تو تو ابھی تک
ہر ذرہ کھٹک رہا ہے میرے دل میں

---

(١٢٢)

ہر راہ میں نشیب جنوں ہی کا دیکھا میں نے
انسان کو مطعون ہی کا دیکھا میں نے
وہ دشمن عقل ہو کہ دارائے خرد
دیکھا جسے مجنون ہی کا دیکھا میں نے

(۲۳)

پڑھ لکھ کے یہاں قابل بھی پایا میں نے
پر راہ کو سب ڈھونڈ لیا پایا میں نے
اللہ کی مخلوق پہ ڈالی جو نگاہ
انساں کو بہت جاہل بھی پایا میں نے

ابوالابد

---

(۲۴)

راحت کا جگہ غم سے کوئی مغموم نہیں
بچے کس طرح دل یہ معلوم نہیں
اللہ کی مخلوق میں واللہ یقیں
انسان سے بڑھ کے کوئی مظلوم نہیں

(۱۲۵)

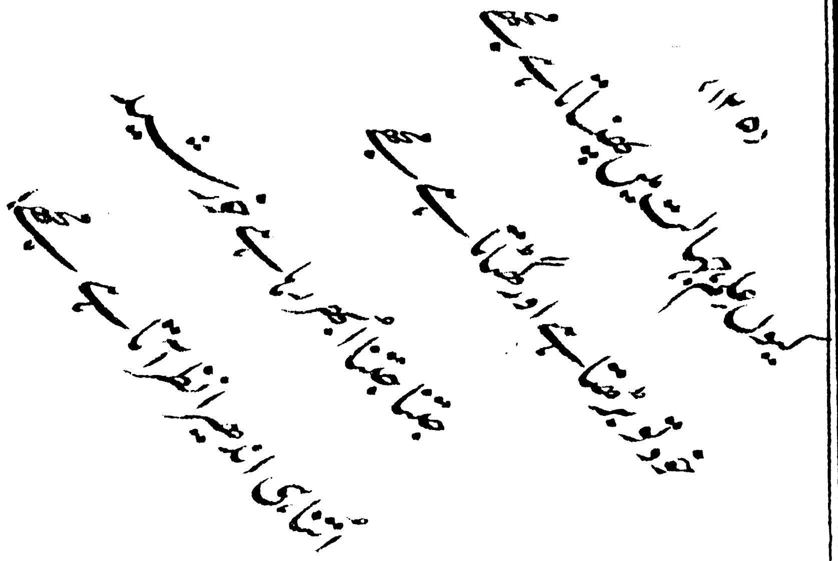

(۱۲۶)

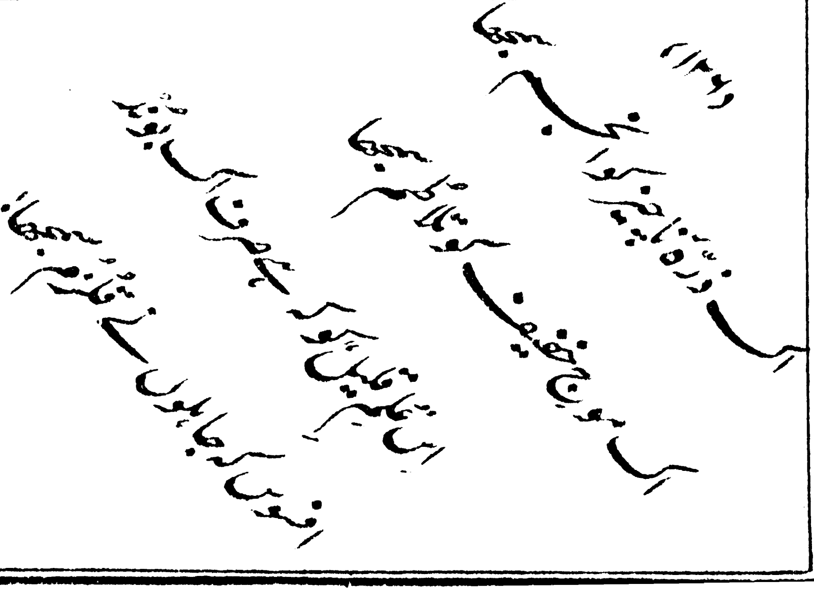

(۱۰۲)

پایانِ خزاں طرب کا آغاز ہو چلا ہے
گلچیں سے رشک پھول سے دامن بھرا ہو چلا ہے
سب دل ان کی تمنائیں ہیں بیکل جا بجا ہیں اگر
انسان کو زندگی کی امید اب ہو چلا ہے

(۱۰۳)

کس قاعدے سے ہوا ہے، اور کچھ بھی نہیں
تشکیل کا سلسلہ ہے، اور کچھ بھی نہیں
کہتا ہے یہ فکر سے انسان یقین
کس ترتیب کا ارتقا ہے اور کچھ بھی نہیں

(۲۹۱)

بس آدم میں کوئی معصوم نہیں
احساس کی قلب میں ہے معلوم نہیں
اک نقص ازل ہے جس کو کہتے ہیں گناہ
صد شکر کہ اس قدر بھی مجرم نہیں

(۳۰۰)

دامن کو[1] ہمیشہ تر کیا کرتا ہے
دریا تری آنکھوں سے بہا کرتا ہے
ہمیشہ ابر کو جان و دیا کرتا ہے
تاج اب لٹایا کیا کرتا ہے

له حضرت فانی بدایونی خاص طور سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۳۱)

اُس آنکھ کی رو رو کے بجھی ہے غم تو
ایسی نہیں کسی کی آس چھٹی ہے غم تو
واقف نہیں نہیں غلط ہے ، لیکن آئی
دل میں آس لگانے کی گھٹی ہے غم تو

(۱۳۲)

مقصود کمال کیا ہے سب ہیں کاہے کو چھوں
تمیز زوال کیا ہے سب ہیں کاہے کو چھوں
دانا سمجھت ہیں بیٹھے خاموش
سچ کی کمال کیا ہے سب ہیں کاہے کو چھوں

(۱۳۲)

جب وقت جھلکتی ہے شناطین کی جبیں
داغ ہوتا ہے خوابِ بیداری کا یقیں
کرتا ہوں جب انساں کی تباہی پہ نظر
دل پوچھنے لگتا ہے خدا ہے کہ نہیں؟

---

(۱۳۳)

ساغر ہے ازل کے دن سے خالی تیرا
گلشن ہے رہینِ پائمالی تیرا
افسوس کہ اس دہر میں اے نوعِ بشر
وارث نظر آتا ہے نہ والی تیرا

(۱۴۵)

للّٰہ منہ موڑ آنسوؤں سے دھو بیٹھو اسے
رومال کو اشکوں سے بھگو بیٹھو اسے
انسان ہا اور ان ان کی مجبوری کا پیار
جی کھول کے اے نگاہِ یار رو بیٹھو اسے

(۱۴۶)

کھلتے ہی گلاب نثار ہو جاتا ہے
ہنستے ہی بس اشکبار ہو جاتا ہے
پیدا ہوتے ہی تیرہ قسمت انساں
اے موت ترا شکار ہو جاتا ہے

(۱۳۱۱)

جاتا نہیں دیکھی سے جادو واپن

رہتی ہے بل بل سے نرالو اپن

بچھڑی ہے تن سوت سے جیاں تیاں

چاہتی ہے کہ یا پیا کے پیلواپن

(۱۳۱۲)

دل اس میں ہے غرض بھجوا دا ساقی

بے دو میں ہوا ہے اب بھجوا دا ساقی

تب آہ بیٹھتا نگاڑ ہے شب سے یہیم

مان چھچھ تنکے زردوا ساقی

(۱۳۹)

خود اپنی ہی داستاں سے باز آ جاتے ہیں

اپنی ہی نگاہ جو خبر میں پشیماں ہو جاتے ہیں

دیتیں ہے وہ مقام میسر جب کمال

اے بادِ گردوں انہیں تو کافر ہو جاتے ہیں

---

(۱۴۰)

یہ نازِ ستمگر سے کچھ بھی نہیں

یہ دو عالم کا دو روز جب سے کچھ بھی نہیں

اللہ کو یہاں آز بیاں سے والوا

اللہ تو حسن سے سوا کچھ بھی نہیں

(۱۴۱)

اس دہر کا بند و بست دیکھیں گے اگر
نتائج و شکست دیکھیں گے اگر
ہو جائے گی آج سطح و زمین خود سے ہموار
دنیا کے بلند و پست دیکھیں گے اگر

(۱۴۲)

سنتا ہے کہوں گمراہ بچاتا ہوں میں
قادر ہوں عمل پہ کار فرما ہوں میں
دنیا کے اشارہ دل پہ چلتا ہے سدا
اسباب جو ادنیٰ کا وہ بنتا ہوں میں

(۱۲۳)

پیچھی کا سب ان سے کہا میں نے کہا
سرکار آج سے کہا میں نے کہا
اسماو صفات سے کرتا ہے دعا
جب میں خدا کی رہ کہا میں نے کہا

---

(۱۲۴)

ابجد راجہ کو ہے یاد بس
اور نام کا بندہ سے ہے یاد بس
خالق کا شخص کو کیا ہے یاد بس
سب سے کوئی بات ہے یاد بس

(۱۴۵)

اس بزم خیال میں مرنا ہی غریب ہے

اس راہ تعجب سے گزرنا ہی عجیب ہے

وا اشک کہ اس منزل آب رواں کی ہے

پینا ہی ہے آپ کا غریب یہ مزا جی عجیب

(۱۴۶)

بے حس میں نہاں ہجر کا جو درد دیکھا

بے جانے میرے سے میں گل تر دیکھا

بے پایاں کیا گل تازہ ایک تا دل

تھیلے اول کو دیکھو سے دیکھا

(۱۴۷)

ضد وہ ہے کہ آگے عالم کا سر نہ جھکا

مسکین نے بھی ادا سی کا سر نہ جھکا

ہیبت نے آگے بنا دیا پربت کو تنکا

ملا نے تنکا کو پربت بنا کر سر نہ جھکا

(۱۴۸)

یاراں فرحت و عیش سے یاد کرتا ہوں میں

ہر بات میں سو غم سے یاد کرتا ہوں میں

اس پیری میں بھی ہوں قاتل پیری کے جھکنے معصوم

نظر اب تبہ کرو سر کو اور کرتا ہوں میں

حسن و عشق

جلوؤں کی ہے بارگاہ میرے دل میں
غلطیدہ ہیں مہر و ماہ میرے دل میں
اس دورِ خرد میں عشق گم ہو جاتا
ملتی نہ اگر پناہ میرے دل میں

(مصنف)

واقعات پردے میں ہیں اور واردات کا غسلِ ندیہ
کس میں "واقعات" بیان کرنے کی ہمّت ہے کہ
"واردات" کی نقاب اُٹھ جائے؟

مچھلیاں زیرِ آب ہیں، اور حلقے سطحِ آب پر
کس میں غوطہ لگانے کی طاقت ہے کہ مچھلیوں کا آب
و رنگ معلوم کرلے؟

(۱)

افسوس یہ دن، یہ جدائی تیری ٥
دل پا نہیں، اور جی بھی ہے پیاسی تیری
بیتی ہے تو ختم ہو تو آنکھ لگتا ہے ترا
سودا جو ستم ہے اور ادائی تیری

(۲) ٥

پائنچے پر اس کیوں ہے تیرے قربان
انقصہ ہو اس کیوں ہے تیرے قربان
سمجھ پر لوٹ ہے اسباط عالم کا مدار
دو رائی اور اس کیوں ہے تیرے قربان

(۳)

پہ ہنسنا کہ کہیں کیا تماشا تھی سبھی

بحال مصر میں نسیم حالی تھی سبھی

یہ ہے انگریزی اب آئے ہے راج

قید ہے آزادی تب خالی تھی سبھی

(۴)

الفاظ میں غلطیہ ہے جادو گر دیا

سو ادا بدل دی ہے پیا گر دیا

آ جے کا اثر اردو عیا ورانایا

لفظوں سے بیک جائیں انگریزیا

(۵)

کیا عشق کا بھی اثر ہے، اللہ اللہ
اپنے سے وہ بے خبر ہے، اللہ اللہ
تزئین سے ناز کو ہے ارمان جس کا
قدموں پہ مرے وہ سر ہے، اللہ اللہ

(۶)

دل سینۂ نازک میں پگھل جاتا ہے
چتون تری آنکھوں کا اُبل جاتا ہے
اللہ رے سوزِ غم کسی کے آگے
پھولوں کا ترے رنگ بدل جاتا ہے

(۷)

اے تندرستی عمر ہے جان کو بے زوال
اشکوں میں جوانی کا دلولہ ہے نہ زوال
حاصل ہوا نہ مجھ کو تجھ سے کچھ عشرت
اے دولت بے بہا ترے کیوں ہے زوال

(۸)

نغمے ترے فریاد و بکا سے آتے ہیں
جو کیفیت میرا وہ بکا سے آتے ہیں
رہتے ہیں جو ان کی ہمراہ دل سے ویران
افسوس کہ یہ یاد و بکا سے جاتے ہیں

(۹)

کہنا یہ ترا اے نسیم سحر آتی ہے
راتوں کو طبیعت اور گھبراتی ہے
افسانے میں کسی کے نام آ کر اور پھولوں کی مہک
ہاں بس یہی اک کہانی سی چھو جاتی ہے

(۱۰)

رنج یہ ہے کہ ترے قلب و زباں کا شیوہ
اشک یہ ہے کہ تری شانِ ملال کا شیوہ
غافلاں ہے آوارہ سی تیری آنکھوں میں
یا نہیں ہے ابر خزاں کا شیوہ

(۱۱)

اُٹھتی ہی نہیں شرت جوان سے نگاہ

بنتی ہی نہیں بنائے سے زلف سیاہ

تو اتی ہی بلائیں ، اور ہیں بل ہوں میں بیونا

یا یا ، الا ، یا یں سلا ، یا الا

(۱۲)

آواز ہیں غلطاں ہیں یہ بکا ہیں گریا

گردن میری ہے ، تیری بانہیں گریا

ایں کرسے اُٹھ رہی ہیں نیچی نظریں

نرگس سے نکل رہی ہیں آئینہ گریا

(۱۳)

ربا

اربابِ شعر وہ کہ نیا گل نگاروں کی جبیں ہے
جن کے سخن کو دلوں سے کہیں بہتر ہے
اب لاؤں کہاں سے میں وہ زباں بیاں افسوں ہے
یہ شعر مرے ایک ادب سے آراستہ ہے

(۱۴)

ربا

وہ زرد رخ وہ ناتوانی تیری
وہ جوش جنوں وہ خوں فشانی تیری
رہ رہ کے وہ کچھ یاد میں ہے جیتا جاگتا
ہے آتی ہے یاد سی جوانی تیری

(١٥)

انکار اترا دیکس رہا ہاتھ لگا
کندہ اور خ پیکس کیا ہاتھ لگا
افسوس وہ عہد شوق جب دل میں
بہتی ہیں اب اے دھڑک رہا ہاتھ لگا

(١٦)

گل ریں میں بیٹھی بیٹھے تیری قیمت جائیگا
واں نقطے نہیں نہیں آنسو آئیگا
اے دل ناتک پیچ چمن اب دھر چڑھا ہاتھ لگا
دیوان ہے اس دن سے وہ پچھتائیگا

(۱۵)

کیا وہ در تھا وہ آستانہ بیت حزن تیرا

دنیا تھی مجھے ہوا ایسی دامن تیرا

اب ہے وہ زمانہ کھیلتا تھا جہاں دل

جب پیری کی جوانی سے اکیلا بن تیرا

تو اس لفظ کو پڑھ کی راگ اور راگ کے دونوں پہلو

کو جانے میں مشتاق ہیں

(۱۸)

اجا بجا من تا بہ ہوں غم کے مارے آپ

نہیں ہوں مان اس کے تیرا سے آپ

اے شام مرگ وعدہ کرکے جا نکلے آپ

اب وہ بات ہے یہیں دیکھتا رہا سے آپ

(١٩)

ہے صبح ازل سے یگانہ وار

دیکھ پیران کہ سالکانہ وار

جا پہنچا ہے جانبِ زندان سے کہیں

بارات ہے دو گھوڑی پہ جانِ جانان

(٢٠)

پھر صبح کی تیغ سے نکلتے ہیں

پھر اپنا گریبان سی لیتے ہیں

کل بنگلہ وعدہ ہے توجیہ اور ظالم

پھر اور بھی ایک دن جی لیتے ہیں

(۴۱)

وہ آتش نیست کی گر نایی پیدا
جز بخت جہان تو نمایی پیدا
باد صبا ہلال و دیا پیراہن جنون
بنمای که بر ... گر نایی پیدا

(۴۲)

اے رونق لالہ زار او اپیدا آ جا
اے دولت برگ و بار اپیدا آ جا
اے آنکہ تو نوبہار را در پیش
اے نازش نوبہار او اپیدا آ جا

(۴۳)

پیچ چمن تک اسے سمیٹ کر گیا
حرفِ راز لبوں تک آ کے پلٹ کر گیا
پچھلے کا مرحلہ تو ترتیب سے گزر گیا
بیتی ماعوں اداسیوں کی شب سے گزر گیا

(۴۴)

بستی مرے احساس کی لوٹتا ہے کوئی
جاں میں پیغام سا دیتا ہے کوئی
یا بادہ کہیں سے پلا ہی دیا
دل میں جو آ کے بیٹھ کے دیتا ہے کوئی

(۲۵)

پیا کارن ہو رہی گھٹا جب اندھیراتی
وقت کا جگا کارن ہو رہی جادو راتی
بالا بالکا دھواں ٹیکے سے اٹھا
سوندھی سوندھی زمیں سے خوشبو آتی

(۲۶)

سانجھ بن گھٹا کے ڈھل رہا ہے گوری
پانی کے دھوئیں بن جل رہا ہے گوری
گردوں پہ ادھر جھمجھم رہے ہیں بادل
سینے میں ادھر تپ جل رہا ہے گوری

(۴۰)

بیانت ہے دل گرفتہ میں یارا کہ یانی
وقت میں تیری جھلس دا ہے پانی
دل میں سمجھی تیز جھلکا ہے کہیں بھی سمجھی
آوارۂ تیر جہاں بس دا ہے پانی

×

(۴۱) ۵

بہالے وہ مہر بجز نبیت ہوگا
دل حسن کا تیکھول میں بیاں ہوگا
اے نالہ ستگیر اقرار آنفس بیاں
سیتہ وہ کر دیں میں بیاں ہوگا

(۲۹)

ہیں رات گئے اٹھا ہوں سوتے
آنکھوں کا برا حال ہے روتے
[illegible]
[illegible]

(۳۰)

وہ دیکھے اور سسکیاں بھرتے
حسرت سے کہ قدموں پہ کسی کے مرتے
اے باد صبا ابلیں تو ان سے کہنا
[illegible] انتظار کرتے کرتے

(۳۱)

ناگن بن کر مجھے نہ ڈسنا بادل!

باراں کی سرگوشی پہ تیری سنا بادل!

دیکھ پپیہا ہیں چلا رہا ہے تیرے جواب

اِس دیس میں اب کی نہ برسنا بادل!

(۳۲)

پر شوق ہوا میں یہ بیل کھائے سر راہ

دریا بہتا ہوا ہے جو میں پیاسا ہوں

گر آنچ کی ہے دل سے قریب اور دوڑ

قسمت کا اور یہ طلسم الله الله!

(۳۳)

کل اس کے لب سے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ نصیب

[illegible] ۔۔۔ آہ ۔۔۔ بدن

[illegible] ۔۔۔ دل ہیں ان کا نصیب

[illegible]

---

(۳۴)

ہر آن ہوا ستائے جاتی ہے جی

پانی کی جھڑی ۔۔۔ لائے جاتی ہے جی

کالی ہو لی ۔۔۔ گھٹا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ رات

یا اس ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ جاتی ہے جی

[illegible]

(۱۵)

ہر دل بے یمن جو شخص نظر آتا ہے
ہر شعبدہ و مہرہ جو شخص بسطر آتا ہے
اے نازنیں کائنات اے تیری خاطر
ہر آنکھ میں اعدا جو شخص نظر آتا ہے

---

(۱۶)

دل عقدۂ مشکل کو دعا دیتا ہے
ہر ضربت کامل کو دعا دیتا ہے
ہاں کون ہے جو مقتول بتیغ سے ہوا
ہر بار وہ سے قاتل کو دعا دیتا ہے

(۳۳)

اے ابر ... [illegible] ... والے ٥

[illegible] ظلمت میں چھپانے والے

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... والے

---

(۳۴)

[illegible] ... آتا ہی نہیں

[illegible] ... آتا ہی نہیں

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... آتا ہی نہیں

(۱۰۳)

میرا بن چھوری سی دل میں پل پل جاتی ہے
پیاس کھیچ کر اس بس جاتی ہے
حیراں ہوں کہ کس طرح گھڑی کی تیغ
بیچارہ جاناں میں بدل جاتی ہے

(۱۰۴)

گلشن میں بہاراں سے یہ آثار پیدا ہے
تخییل کا جو نقش اُبھر آیا ہے
اور صبح ہوئے ہی کلی کی لالی کو تنوع
تعبیر میں خیالاں کی نظر آیا ہے

(۱۳)

آلام سے بچاتا ہے میرے دل کو
چھبتی نہیں کانٹا تیرے دل کو
دنیا ہے جو پردۂ تغافل میں نہاں
حاصل ہے وہ التفات تیرے دل کو

(۱۴)

جنت کی کھلی ہے راہ میرے دل میں
ہر داغ وفا ہے ماہ میرے دل میں
پہلو نہیں بچتا ہے کبھی سے
پیوست ہے وہ نگاہ میرے دل میں

(۴۳)

گردن میں مری پڑی نہ باہیں تیری
ہاتھوں سے نکل سکیں نہ آہیں تیری
واللہ کہ اب مجھ پہ ہے ختم انجام
ہنگام سفر ہائے نگاہیں تیری

(۴۴)

میداں میں ہے چلچلاتی جھلستی ہوئی لو
گردوں پہ شفق بدل رہی ہے پہلو
گرداں ہیں بگولے آگ کے آندھی میں چال
کیا جانیے اس وقت ہے کس حال میں تو

(۵۵)

پھر دل میں بتوں ہی کا راج دیکھا میں نے
پھر فرقِ جنوں پہ تاج دیکھا میں نے
پلٹا جو سفر عمر کا آغاز سے اب
اپنی جانب پھر آج دیکھا میں نے

(۵۶)

ظاہر میں کدورت ہے صفائی ہے جی
ٹھکرانا ہے دل کو وہ ادا آئی ہے جی
بیگانہ روشی پہ یار ناظر کی نہ جا
نادان یہ کمال آشنائی ہے جی

(۴۷)

ہے صبح چمن بلبلِ ستم حال یاں تک جمع
ہے ترے صبا بہ [illegible] لالی تک جمع
[illegible] سے کہ [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] سے سی کی یاد و آنکھ تک جمع

(۴۸)

کچھ و بعد زباں ہے سرِ مژگاں اے دلِ بیاز
جب جان لیا تو نے محبوب کا راز
اب ایک نفس کی کمی ہی نہیں ہے غرض
ہے سلسلہ بجز تری عمرِ دراز

(٥٩)

نقشِ فرقت اُبھار دوگے کا دل پہ
سارا غصّہ اُتار دوگے کا دل پہ
اِس دل سے اُٹھاتا ہی نہیں اب نکھیں شستہ ماہ
دیکھوں گا تو نیک بار دوگے کا دل پہ

(٦٠)

یہ پیامِ فراق، یہ سیاہی، تو ہے
اک جان اور اِس صدق نباہی، تو ہے
وہ بوجھ جو سر پہ، سر کہ عبث آزاد بابند
وہ بیج دل میں کہ اب الٰہی تو ہے

(۵۱)

زیادہ دو اک گروں سے دم گھٹا جاتا ہے

دل ہے جو بیٹھا ہی چلا جاتا ہے

چھٹے ہی یہ نبضیں ہیں اکھڑی جاتی ہیں

اللہ یہ کیا جی کو ہوا جاتا ہے؟

(۵۲)

ہجر سے ہو رہے عیاں روحیں

ہیں وہ جو والا ہوں اُجاڑ روحیں

وقت کی اجی ہیں ابتدا الٹی آتیں

خلوت میں نہ بیٹھیں دو یار روحیں

(۵۴)

بالوں میں پھول ذوقِ خوشیلی کی سوگند
پر یاس میں ہے موت زندگی کی سوگند
ہر آنچ پہ نظر آرتی ہے جو دھندلی دھندلی
پریت کی اوداس چاندنی کی سوگند

---

(۵۵)

کیا آج تعارف میں تجلی پایا کوئی
کیا جانیے کیوں سنبھل نہ پایا کوئی
میں نے تجھے کیا تجھ پہ ہے کہتے ہیں
آنکھوں کو چھپا کے مسکرایا کوئی

(۵۵)

لازم ہے دوا ہی ہمدم وفا یاد رہے
ہاں لعل لب و زلف رسا یاد رہے
چھٹکا دیئے ہے نوعِ عرائس کی توہین
گر عہد جوانی میں خدا یاد رہے

(۵۶)

بھونروں کی گت ہے تان کی ہے یہ لے کی بہار
قربان ترے اے نگار شیریں گفتار
اللہ ری کھنکتی ہوئی آواز تری
چٹکی ہے یہ صبا سے شگفتن کی چٹکار

(۵۷)

اللہ رے یہ مستی جوانی کا نکھار
یہ نقش قدم پہ سجدہ کرتی ہے بہار
اس طرح وہ گلفشاں ہے تبسّم گل پر
پیتی ہے ہری دوب جیسے ہلکی پھوار

(۵۸)

گیسو بال ہیں اس طرح پریشاں تیرے
سنگ غم سے ہیں نم دیدۂ حیراں تیرے
جس طرح کسوٹی پہ ہوں سونے کے خطوط
یوں رخ پہ جھلک رہے ہیں ایماں تیرے

(٥٩)

جانے والے قمر کو روکے کوئی
شب کے پیکِ سفر کو روکے کوئی
تھک کر مرے زانو پہ وہ سویا ہے ابھی
روکے، روکے، سحر کو روکے کوئی!

(٦٠)

اے حسن ٹھہر، آگ بھڑک جائے گی
صہبا تری، ساغر سے چھلک جائے گی
مجھکو تو یہ ڈر ہے کہ دُلائی کیسی
انگڑائی جو لی، چولی مسک جائے گی

پیرانِ سالوس

آں قوم کہ سجّادہ پرستند خرند
زیرا کہ بہ زیرِ بارِ سالوس درند
ویں از ہمہ طُرفہ تر کہ در پردۂ زُہد
اسلام فروشند و ز کافر بترند

قبروں پہ مُریدوں کو جُھکاتے رہئیے
ڈھولک پہ سَپیِوں کو نَچاتے رہئیے
اللہ اگر رُوٹھ رہا ہے، رُوٹھے
کیا اِس سے غرض عُرس مناتے رہئیے

(مصنّف)

(۱)

پیٹ بول شکم عرض بینی و دماغ
جوں تھوتھنیاں پیٹ کا تیغ و دماغ
سر اپنا جو سے کیوں نہ رکھو اگلے عقاب
پچھڑا تا پتا جھجھوں سی تیغ و دماغ

(۲)

عشاق کریں قیمت سے آرا ہیں کیہ
بیٹھا ہو جو دل آ اٹھیں نگاہ ہیں کیہ
جب سے گرے عاشقاں دق ہیں
سمجھا جانی ہیں قربی کی آرائیں کیہ

(۳)

عبرت کی نظر سے آستانے دیکھو
جاری ہیں ریا کے کارخانے دیکھو
شیطان کی انگلیوں میں گردش کرتے
زہادوں کی تسبیح کے دانے دیکھو

(۴)

اے شیخ کبھی تو رنج اٹھایا ہوتا
اس دل پہ کبھی تو زخم کھایا ہوتا
اس طرح لگاتا نہ دمادم ضربیں
اپنا دل اگر کہیں لگایا ہوتا

(۵)

مجرم ہیں پاتے ہیں سزا پائیں دینے والے
طوفان میں جو سفینہ کھینے والے
واللہ کرے اس و پائیں بندوں کے لئے
نکالے ہیں خدا کا نام لینے والے

(۶)

نیکی کی ہمیں راہ بتاتے رہیے
اللہ سے ہر آن ڈراتے رہیے
بچے والوں کو سکھاتے رہیے دین
اور شوق سے مال غیر کھاتے رہیے

(۷)

دو رشتۂ تسبیح ہیں، ہم تحفے ہیں
ہر عیب سے وہ پاک ہیں، یاں ہم آبگینے ہیں
دیکھو وہ نکل آئے ہیں، مسیحا بن بیٹھے ہیں
کیا وہ خدا ہیں، اور ہم بندے ہیں

(۸)

کیا کہیے تیری زلف کی فراوانی ہے
ناقابلِ شرح دل کی پریشانی ہے
سنتے ہیں اگر نہ سنے تو در اپنے ہیچ
جتنا بھی ہے، اور شکل بھی انسانی ہے

(٩)

ہم دیکھ کے معشوقوں کو کیا کہتے ہیں؟
اتنا ہی کہ لب مثلِ علا کہتے ہیں
لیکن یہ غلامانِ زر بہ ایں ریش دراز
معبود ہو اور بت کو خدا کہتے ہیں

(١٠)

افسوس کہ ہم یہ سر و دنیا دیتے ہیں
سب تیری عقیدت کا صلا دیتے ہیں
منعم! یہ ہم اب نہیں لگاتے ہیں گلے
سینے سے تری جیب لگا لیتے ہیں

(۱۱)

ہے پرستش کو اذان بلکہ کھائی جائے

شغاف آتش پہ دل کے چھالی جائے

چھپی چھپی یہ ہم و درازی اس کی

اتنا ہی گناہوں کو بڑھائی جائے

---

(۱۲)

اتنا ہی نہیں کہ جب دغا دیتے ہیں

انساں ہی کو دھوکے میں پھنسا دیتے ہیں

پیر پیرو اور صفیں باندھ کے جب

خود حضرت حق کو بھی دغا دیتے ہیں

(۱۳)

یہ زمانہ کیسا ہے ابلیس سزا دیتا ہے
انساں کو یہ طور دِنا دیتا ہے
کرتا ہے یقیں گرچہ جوانی — اِن کو
ہے روح جلا ڈالنا ہیں لگا دیتا ہے

(۱۴)

آنکھوں میں نئے پور کے آنسو بہتا ہے
تسنیم البعد جو ٹپکتا بہتا ہے
عصمت کو جہاں ہے اعتراف عصیاں
زرین بہتی معصوم زباں بہتا ہے

(١٥)

قطرے بن بن ترپیا اجے جھوں گریا

چھٹیں بن کے قدری کا فسوں گریا

زاہداں کے ہتھ بن بن تسبیح ال ال

غلطاں کے بن بن پیچ تاروں گریا

(١٦)

جتھے سک نوں پہچان وسنیے والو

کرنے پانی بین ناؤ کھلیے والو

بہر جیتی جا آپ ستے جو دیب

اے اپنے خدا کے تو دلیئے والو

(۱۷)

اے شیخ! نہ مجھ سے پوچھ حالت میری
دنیا سے نرالی ہے طبیعت میری
تشییعِ ممات ہے تری صوم و صلوٰۃ
تعمیرِ حیات ہے عبادت میری

(۱۸)

ہر جرم ہے ہیچ، ان کی خطا کے آگے
کس منھ سے یہ جائیں گے خدا کے آگے
واللہ کہ معصوم ہیں رندانِ خراب
ان پر تو بخشش ادب کے آگے

(۱۹)

پیرانِ حرم صیدِ گنہگاری ہیں
سرتا بقدم غرقِ ریاکاری ہیں
دنیا ہوسے اور وجودِ باری کا سوال
یہ لوگ تو منکرانِ اقراری ہیں

(۲۰)

اے شیخ! بلندیٔ نظر سے طاعت
نتیجہ ہوا سے بجز و باطل عبث
محراب بنا دل کو اگر انساں کے خطیب!
اعلانِ بزرگی ہے بشرطِ طاعت

خمریات

آمد سحرے ندا ز میخانۂ ما
کہ اے رندِ خراباتیؑ و دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کُنیم پیمانہ زمے
زاں پیش کہ پُر کنند پیمانۂ ما

خیّام کے نام

(١)

ہشیار اگر ذوق تو سب ہوتا ہے

پیچیدہ زلف سب ہوتا ہے

بانگ صبح کو آتی ہے یہ پیاری کی صدا

بیدار اگر ہو تو شراب ہوتا ہے

---

(٢)

گردوں پہ ہے صبح کی جھلک اے ساقی

اودی سی گھٹا ہے دُور تک اے ساقی

پڑتی ہے پھوار ارغنوں سے مے دے

ٹپکی پہ ہے بوندوں کی کھنک اے ساقی

(۳)

ساقی بغیر پیش جو کی ہے تو ترا آئیں کیوں ہے

ہیں اس نے یہاں پیش ہوں جو پاتا کیوں ہے

دیکھوں وہ سکال کو رکھتے ہیں تانیے ہیں

اور میں پہ کیوں رکھ دیں تو آتا کیوں ہے

(۴)

گلشن کی روش پہ جو میکرا آیا ہوا چل

بس گھٹا ہے اک کھڑا آیا ہوا چل

گل خاک میں بیل جا بجا ہے زور تاب

چمن آج تو ایسے دکھا آیا ہوا چل

(۵)

رستہ تو پیچاں ہے یا نہ ہے

پیچ پیچ و پیچتاں ہے یا نہ ہے

پینہ نہیں ہے جو تھوڑا و فا نہ خراب

معلوم نہیں وہاں ہے یا نہ ہے

(۶)

جام میں شمع طور کر دے ساقی

ظلمت شب کو نور کر دے ساقی

ہے جیب میں دور ہے دنیا میں بہار

سینہ کو بھی دور کر دے ساقی

(۷)

آ اوہام و یقیں میں فرق کرے ساقی
آنکھ وہیں سے کو برق کرے ساقی
اس وسوسہ ارض و سما کو لاشے
اٹھا کے کل گراں میں غرق کرے ساقی

(۸)

تقریب کے وقت کیوں نہ بولوں ساقی؟
کیوں دل کی گرہ سے نہ کھولوں ساقی؟
بے بادہ تو ہوتا ہے یہ حال عجب
دے جام کہ آباد ہو لوں ساقی

(۹)

میداں میں پیاسے ہیں چھٹے سب یاور ساقی
بچی پہ ہے بے ردائی کی چھپا لے گل ساقی
بھر آئے سر پیمانہ زینب پہ شراب
قبل اس کے کہ ابھر جائے جل تھل ساقی

(۱۰)

ہاں دیکھ تو یہ لاف و گزاف اے ساقی
یہ بات ہے کس درجہ خلاف اے ساقی
اللہ کے معصوم گنہگاروں کو
بندے نہیں کرتے ہیں معاف اے ساقی

(١١)

طغیان زوال میں بھی دکھا دے مجھکو

عصیاں کمال میں بھی دکھا دے مجھکو

سوگند جمال کی، نہ چھیڑ دل کا شراب

آرشان جلال میں بھی دکھا دے مجھکو

(١٢)

مغلوب ہے، اصطلاح ایماں کر دے

فردوس کو، بین طاق نسیاں کر دے

ساقی ہے، شفق ہے، چمن ہے، جام ہے

اِن لطف پہ، سود و ضرر قرباں کر دے

(۱۳۳)

ساقی کا مجھ پہ رنگ لطف اسرار کر لوں
در سے تیرے بھی اک اشارا کر لوں
آدم کا ہیں نا خلف ہوں فرزند اگر چہ
عصیاں سے اگر ابھی میں انکار کر لوں

---

(۱۳۴)

ساقی قدح بادۂ گلگوں ، لبریز
جلوہ میں لئے ہوئے ہے دل کش یہ باہ
ہیں اور قصور بہشت و کوثر زاہد
لاحول و لا قوۃ الا باللہ

(۱۵)

یہ وقت ہے وقت بادہ و نوا اے ساقی
یہ بات ہے غرقِ رنگ و بو اے ساقی
دے جام بھرا اس وقت کی تجھکو سوگند
جب وقت نہ میں ہیں ہوں گا نہ تو اے ساقی

(۱۶)

دریا کا نشیب سے بہہ نہیں چھلکنا بجا ہے
رخسارہ ساقی کا چھلکنا بجا ہے
ساحل پہ دیکھے ہوئے پیمانے سے
کھلے ہوئے سونے کا چھلکنا بجا ہے

(١٤)

کیا فائدہ اس تیغ کا جتنا سینے میں ہے
خشکی میں ہے جتنا لطف اس تیغ میں ہے
عیاش تو دونوں ہیں اک گرفتار ہے
کھانے میں ہے جتنا مزا اس تیغ میں ہے

(١٥)

ہم دونوں ہیں ایک سے قصہ اوپر نیچے
مطلب ہے قطع دل سے ایک جا ملنے
ہر شام و سحر کے ہیں عیاشی ہی
لطف وضو کے اور ہیں پائے

(۱۹)

ہاں زرد ہیں پتیاں رنگ جائے تو سہی
اس جام پہ ہے، اس رات پہ چھائے تو سہی
بالکل ہے گھٹا ہیاں ہر ایک نظارہ کا عیاں
اس وقت قصیدہ بہ شعر آئے تو سہی

---

(۲۰)

آتش ہے گھٹا مست بنائے گی ہمیں
افلاک پہ جھولے میں جھلائے گی ہمیں
ساقی اب دیر کی بات کرو دم بھر بھی نہیں
ڈھونڈے گی کہاں، بہت بلندی پائے گی ہمیں

(۴۱)

پتیاں اکھڑا رہی بچھا سے گلا سبھی
سینچ رہا ہے بوستان پا سے گلا سبھی
پھول سے جھبتیاں سے پیتیاں سے جب
پتے سے لپٹ کے آ رہے سے گلا سبھی

(۴۲)

چمک کا قیش ہے فضا میں ساقی
چمن کی جوانی ہے گھٹا میں ساقی
پیکرن کا جادو ہے چمن میں آیا
بھیگی ہوئی باتیں کی ہوا میں ساقی

(۴۳)

یہ زمزمہ، یہ کیف، یہ عشقِ تپاں
یہ وقت سے آزاد یہ ہستی کا جہاں
یہ نبوت کا ہیولیٰ یہ روحِ نغمہ سرمدیاں
سمٹا ہوا ہے ماضی و مستقبل و حال

(۴۴)

جاری اس وقت بصد گردشِ جام
مخمورۂ ارواح سے پیغامِ سلام
شق ہوا ہے گریبانِ ظلمات
لو دے اٹھا وجہِ ذوالجلال و الاکرام

(٢٥)

سینے پہ مرے رباب رکھ دے ساقی
بھر کے قدح شراب رکھ دے ساقی
گل کر کے چراغ علم و دانش اللہ
اس طاق میں آفتاب رکھ دے ساقی

(٢٦)

مجروح نہ کر لطف کے اوقات اے دل
تیشہ نہ بنا لمحۂ فرحات اے دل
رونا ہے کہ وقت صبح رونا ہوگا
ناسور نہ کر ہائے ابھی رات اے دل

(۳۷)

انفاسِ حیات یوں نہ گن گن کے بِتا
یا جینے ہی میں پیس کر وضو کے پیتا
پیمانہ بھرا ہوا ہے اور عمر ہے کم
پیتا جا ہوا سے قطرہ قطرہ پیتا

(۳۸)

ساقی مجھکو بتا رواں دواں جاتا ہے
اس بزم سے کل کشاں کشاں جاتا ہے
بہتر ہے کہ پی لیں ابھی کے جانے بنی نہیں
جب تک یہ نہیں معلوم کہاں جاتا ہے

(۳۹)

ہر آن جگا رہی ہے قدموں کی صدا

ہر تین پہ چھا رہی ہے قدموں کی صدا

وے جامِ کرم کہ اٹھتی ہی چلی آتی ہے

ہر سانس میں آ رہی ہے قدموں کی صدا

(۴۰)

ساقی کا لہو تک اس سے پہلے ہوں گی رنگین

خود دیکھ کے حالت یہ مری کہتی تھی روی

اک آن کو تو نے بنا ات روکا ہے

اور عمر کا پیمانہ کسی ایک صدی

(۳۱)

دریا میں ہے جا بجا تلاطم براق
غلطاں ہے شب میں تہ میں اک انجم براق
اس وقت ہوا فنا کے ارمانوں کی شوخیٔ رنگ
صرف ایک نگاہ اک تبسم براق

(۳۲)

بیدار ہیں کیوں تجھ سے زمانے والے
اے شاہد وصل سے لگانے والے
الفت تیری آنکھ میں مستوں کے سرور
اے حرم سے جانے والے

[illegible]

(۳۳)

ناچیز نہ کر ساقی شیریں حرکات
باغوں کی طرف رواں ہے سیلابِ حیات
کر ساقیِ کوثر کے تصدق اک جام
اب پاؤں رکاب میں ہے اور باگ پہ ہات

(۳۴)

ہے آدمی آدمی عیش پہ تیرا ساقی
باقی نہیں اب کوئی ہوس اے ساقی
بے چلے ہوا آسمان ــ اب غم موقوف
ساگر پایاب عرش بس اے ساقی

(۳۵)

گل از اشک گوارا گشت چو باده فروش

بنفشه رقص کنان باز چو چنگ و خروش

لب آب گریه سرود و ناله‌ای است عنبر جوش

سپید قطره چو چنبر گران ز صدف کنده سر جوش

---

(۳۶)

پیرایه سی دره گیر سرخ خون ریز

سر چشمه ای ابر بهار نقد فتنه انگیز

رقص سر گرم گیسوی ... نیل

ای باده سرخ نگار ریز

(۵۲)

جو غم کو نہ دیکھے وہ نظر دے ساقی
بیگانۂ دل سے زخمِ جگر دے ساقی
قاتل ہے سکونِ قلب تیزیٔ احساسِ لطیف
اس تیغ کی باڑھ تیز کر دے ساقی

(۵۳)

اچھی نہیں یہ دراز دستی ناخوش
انصاف سے دیکھ اپنی پستی ناخوش
یہ شور و شغب بادہ پرستی کے خلاف!
ناخوش ترا عہدِ زرپرستی ناخوش!!

(۳۹)

دے جام کہ ہو لطف ملکوت اے ساقی
دیں کیا فنا کے بھی ثبوت اے ساقی
ہستی ہی ہو جو نہیں شکل معدوم
ہر ذرہ ہے زندگی وراء موت اے ساقی

(۴۰)

یہ دور آیا ہے شباب اللہ اللہ
یہ جی ہے بیتاب اللہ اللہ
سر کی ہے کہ لو قطرہ شراب کا بندہ غائب
اور آج ہیں خود شراب اللہ اللہ

(۱۴۱)

دیکھا مرے سے لہو دوں کا شباب اے ساقی
سن سو ہم یاران کا رباب اے ساقی
دنیا کیا ہے تشنگی ہے اور عقل اسے سیری؟
تفصیل ترا ہے جو شراب اے ساقی

(۱۴۲)

گو میرا وجود ہے بیابان عدم سے تہِ نین
جب سے ہستی ہے روح عالم کو یقین
سمجھا ہوں تجھے یا غفور ہنگام صبح
پیدا ہوتی ہے ورد بیابان وطن بین

(۱۴۳)

گریۂ بلبل سے نشیمن اپنا
فردوس پہ چند روز ان سے گلشن اپنا
لعد بز بیتر بسیرا کا چھوڑا گلاندو ترا
اچھا ہو تو پیچھے دو دل میں دامن اپنا

(۱۴۴)

جائے گا مرا کچھ نہیں سب کا ساقی
ہستی ہے سبھی وہ نہیں سب کا ساقی
جب باقی رہے وجہِ ذوالجلال والاکرام
واللہ ہیں مرا نہیں سب کا ساقی

(۴۵)

اس شہر میں اب ہیں یہی وقفِ خرابات نہیں
جیسا کہ کبھی تھا یہ سے کا رات نہیں
ساقی ہیں مگر ان میں نہیں ہیں وہ کرامات نہیں
پینے میں حلاوت ہے کہ پیالہ کا رات نہیں

(۴۶)

افسوس ہے اے عقل سے خالی تو ہے
وابستہ تری ایک ہی ان تو ہے
کیا تجھ کو ہے ساقی کی خرابی کی خلافت
اے شیخ ہے اب بتا کہ والا تو ہے

(۲۴)

دے جام کہ دو شوالے سونا ساقی
انسان پہ آ پڑا ہے رونا ساقی
مقصود عمل کیا ہے؟ حصول مقصد
مقصود حصول کیا ہے؟ کھونا ساقی

---

(۲۵)

دے بادہ کہ ہو عقل معطل ساقی
اک شے بھی نہیں یہاں مکمل ساقی
تفصیل کی مملکت میں دل تنگ ہوں میں
اجمال کی سلطنت میں بے کل ساقی

(۴۹)

انجامِ بہارِ طرب کا ڈر کرتے کیوں ہو
پیمانۂ دل کو غم سے بھرتے کیوں ہو
ناچیز ہے یہ شعشعۂ تاباں ساقی
اک روز مرو گے اور دو روز مرتے کیوں ہو

(۵۰)

اب یاد سے کچھ بھی دنیا میں کہاں ہے باقی
رکھتی ہے تری جانب نگہ اب اس میں باقی
ہم کو نہیں آرزوئے تجدیدِ شباب
ہے جام میں تو جو اب ان میں باقی

(۵۱)

ہاں یاد ہے [illegible] کے آثار و دانیں

سنتے نہ دو رستے کہ پیپا ہے یادو دانیں

بیتے ہے بیتے [illegible] کھاوا ہے

بیتی ہے بیتیں ہے [illegible] اور دانیں

(۵۲)

سنسان سے گر پڑا ہے جیسے پانی

گردوں پہ اڑا ہے جیسے پانی

باں لطف ہے باراں لطف نہیں تھا جیسے [illegible]

گلشن میں بہاریں باغ جیسے پانی

(۳۵)

رندی میں بپا نہیں ہے کم نگاہی ساقی
فرق من و شاں ان میں ہے کلاہی ساقی
اللہ کا بندہ ہے تعلق ہے جہاں
واں کم ہیں ادا مرد و نواہی ساقی

(۴۵)

کیا سنگ سفینہ ہے کہ ساحل کا نہیں
ساقی ابھی دارو ہے کہ ساحل کا نہیں
ہے جام کہ اتنا بھی نہیں ہے معلوم
کس اور بھی بات سے ساحل کا نہیں

(۵۵)

جو پھول کہ تو سو جام اپنے پلانے والے
ہر زیست میں ہیں جشن منانے والے
سیمیں آ اب نشاط و جام مے سے گل ہے مقصود؟
اے عالم آب و گل میں لانے والے

(۵۶)

اُٹھ، چھا گئے آسمان پہ بادل کالے
چل جھوم کے دریا کی طرف متوالے
قبل اس کے کہ گلہ زنی کرے پیک اجل
ساحل پہ ہواؤں کے تھپیڑے کھالے

(۵۷)

پی زمزمہ بہار ترنگ سے
ساقی ابھی چلیں گے بہت ترنگ سے
طلعت نہ بنا ری کی ابھی یونہی بہار پر
اے دائرے والے اب ترنگ سے

(۵۸)

ممکن ہے کہ اب جشن خرابات نہ ہو
اس رات کے بعد پھر کوئی رات نہ ہو
ہم آج گئے کہ کل ہیں جانے والے
ممکن ہے کہ اب کبھی ملاقات نہ ہو

(۵۹)

کیا پتہ رہ گیا ہے زہد و عصیاں کر دوں؟
اضداد کی توجیہ بیاں کر دوں؟
ابہام ہے جو ثبوت ہے شہرت کا طلب
کیا حق کے سبب جیب کو عریاں کر دوں؟

(۶۰)

صہبا میں سفینۂ دل کا کھول ساقی
مینائے گر آب و رنگ سے تول ساقی
قبل اس کے کہ ہم پہ ہو نظامِ انفاس
بے وعدہ و عذر کے بانسری بول ساقی

(۶۱)

مے، آتشِ تر، سوزِ نہانی کی قسم

جنگل میں برستے ہوئے پانی کی قسم

مہکا ہے نفس کو تپش اُبلی ہے

صہبائے لبِ نغمہ، جوانی کی قسم

(۶۲)

اے بھول کے حاملو، خطا کے بندو!

اے حرص کے طالبو، ہوا کے بندو!

تا چند بنے رہو گے یوں مرکبِ عقل

اک بار کبھی تو بن خدا کے بندو!

(۶۳)

دل کا کبھی ہے ظرف خم و سبو وارادہ ساقی
تارا ہے کبھی اور کبھی بادہ ساقی
وہ بادہ کہ ہے اہل خرد کی سر منزل
مابین یقین و اشتباہ ساقی

(۶۴)

اوروں کو بتا دل کی یہ گھاتیں اپنی
خود کو بھی سنا نہیں باتیں اپنی
ہے باعث توقیر ہے پامال سر وقت
قدرت سے چھپا رہا ہوں راتیں اپنی

(٦٥)

ہر آن جفا سے قلب ڈر جاتا ہے
ہر بات پہ تیرا پیماں پھر جاتا ہے
کرتا ہوں اسے یاں غنیمت ہی شمار
جو دن فراغت سے گزر جاتا ہے

(٦٦)

آیا تھا جو ساتھ منہ وہ عصر بیت گیا
میں ہارنے والا تھا مگر جیت گیا
یعنی اس عالم فانی سے سبکدوش ہیں
صد شکر کہ دن آج کا بھی بیت گیا

(٦٧)

بیتی کو مرے ہوش رُبا لاتی ہے
شب کے لیے سرد ہوا لاتی ہے
گھبرا گھبرا سا میں کہ تیری تقصیر
اس رات کو جنت سے چرا لاتی ہے

(٦٨)

ہاں شعلۂ جام و سبو جاری ہے
اب تک وہی بارِ ہم بادہ بو جاری ہے
کھاتی ہے پچھاڑ انساں سے ظالم ایسی
جادو بن کے ساتھ آبِ جو جاری ہے

(۹۶)

ہستی کی جب آگ دل نے نہ پائی باقی
گردن زدہ و دریغ کی نا پائی باقی
دے نابود وہ اثر اصطلاح ہوا و تاکیوں ہے
انسان تو ہے جسم کا پائی باقی

---

(۹۷)

آدم کی سرشت کو خدا را پیدا یہاں
عبودیہ اور جرم و خطا کا ہے نشان
آئینہ طرح ہیں کہ مری حسب ہیں یہ
انساں کی نجات کے ہزاروں فرمان

(۱۲)

رندوں کو روا ہے کامرانی ساقی
ہے روز جزا فقط گرانی ساقی
محشر میں اگر ہیں مئے پرستش بالفرض
ہے ٹھیک جواب نوجوانی ساقی

(۱۳)

پی جلد کہ کلیاں ہیں چٹکنے والی
راہوں میں ہے بوئے گل مہکنے والی
ہشیار کہ ترکانِ جہاں سے ترنّم
اترنے کی طرح ہے اب بہکنے والی

(۴۳)

یہ زمیں یہ آب و ہوا کچھ بھی نہیں
یہ بارگہِ ارض و سما کچھ بھی نہیں
ہاں جابجا اٹھا جام کہ یہ سب کچھ نہیں
اک سانس کی مہلت کے سوا کچھ بھی نہیں

(۴۲)

یاروں کے نہیں ہیں نقش ٹھکانے باقی
سجدوں میں ہیں پیچ شیخ کے ترانے باقی
انگور و کھجور و حور و غلمان و قصور
کیا دور کے ڈھول ہیں یہ سہانے باقی

(۴۵)

یہی ہے آرزو، عمرِ شبِ عیش ابد ہو جا

پیاری کہ جو دی روحِ صہبا ابد ہو جا

ہاں بجھ کے چراغِ عقل ابن جا ہو جا

ہاں ڈوب کے اے حباب، دریا ہو جا

(۴۶)

وہ شہرِ طرب کو غم نے لوٹا ساقی

وہ ہات سے جامِ عیش چھوٹا ساقی

ہاں جلد اٹھا جلد رباب و ساغر

ٹوٹا وہ حباب، عمر ٹوٹا ساقی

(٧٧)

جو شعلوں سے ٹپک رہی ہے شبنم ساقی
فانوس ستاروں کے ہیں مدھم ساقی
ہاں جلد اٹھا جام کہ اب بزم نشاط
کچھ آن میں ہے درہم و برہم ساقی

(٧٨)

غالب ہے صراحی پہ عجب غیرت ہے
کر توبہ کہ ناکسوں کی صحبت ہے
زاہد اگر آج سے کوتاہی کرے
گر قطرہ بھی پھر پیوں تو لعنت ہے

(۴۹)

بیتاب ہے کہ دل سے تاب و تب جاتی ہے
آغوش سے لیلائے طرب جاتی ہے
ساقی بغمِ ہجر زیرِ فلک سر و تا کے
دیتا ہے تو دے جام کہ شب جاتی ہے

(۵۰)

باغوں پہ وہ چھا گئی جوانی، ساقی
سنکی وہ ہوائے زندگانی، ساقی
ہاں جلد انڈیل، جلد، جلد، بہتی ہوئی آگ
آیا وہ برستا ہوا پانی، ساقی

(۸۱)

اُن گھٹاؤں میں نغمہ خوانی سی ہے
تیرگی سی لئے ہوئے جوانی سی ہے
مے بادہ کہ سب ابر سے مستی روانی ہے
پیکر ابر بھی ہوئے پانی سی ہے

(۸۲)

کیا جام و سبو میں مشعل اے ساقی
اب مستی ہے زیر ابر و گل اے ساقی
ہیں پائل سے نہ ذرا اٹھتے ہیں شیشے اٹھیں
پہلو میں وہ ہمرکے ہوئے دل اے ساقی

(۸۳)

فردوس بریں سے کم فضائے پنجاب
صد سالہ زجر و دل کے ترانے پنجاب
جمعیت خاطر ہے جس کی بنیاد
تزئین اسی ایک سے کرائے پنجاب

(۸۴)

یہ زہد و ورع یہ اتقا کچھ بھی نہیں
یہ فضل و ہنر یہ فلسفہ کچھ بھی نہیں
وہ بادہ کہ انتہائے علم اے ساقی
اقرار جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں

(٨٥)

جمہور سے گیر و دار، توبہ توبہ
انصاف کا خلفشار، توبہ توبہ
انساں کی سرشت، اور قانون سے فرار!!
مجبور کا جبر سے پیار!! توبہ توبہ

(٨٦)

شعلے ہیں، یہ طوفانِ رطوبت تا چند؟
خورشید کی انجمن میں ظلمت تا چند؟
اے کافرِ نعمت، اے جوانِ صالح!
تا چند یہ مشیّت سے بغاوت تا چند؟

(۸۷)

کیا شیخ نے گل گل فشانی نہ کرے؟

کیا یار سے گلا تو یہیں جوانی نہ کرے؟

تو آتش دوزخ سے ڈراتا ہے بعض

جو آگ کوئی جاتے ہیں پانی نہ کرے!!

---

(۸۸)

معشوق کے رخ سے چاندنی ہے شیریں

پیمانے میں ہے پرتو عکس پرویں

پیمانے میں گھول کے جو دوزخ و بہشت

معشوق پہ وار دے جو دنیا و دیں

(۸۹)

یہ باعث ہے سخن ناصحِ خوش اوقات
اک میں ذرا بھی کے کہنا کوئی بات
لوح و قلم و کرسی و عرش و افلاک
اس وقت کھڑے ہوئے ہیں باندھے ہوئے ہات

(۹۰)

چھوٹی تاریک سی رات میرے دل میں
بہشت ہوئی حیات میرے دل میں
ساقی نے نبیذ سے اٹھایا جو حجاب
اتری ہے کسی کائنات میرے دل میں

(٩١)

چہ ارزش صہبا، چہ صہبا بار آئی ماہ
چہ زمزمہ، چہ عربدہ، چہ چشم سیاہ
کل تک اُن میں دنیا میں تھا، اور اب دنیا
خود میری ہی تمثیل ہے، اللہ اللہ!

(٩٢)

وہ رات کہ سرگرم شراب و نغمہ تھا، ہائے
وہ چھیڑنا بربطِ صبا کا چلنا، ہائے
معشوقہ پہ زنجیر کا وہ رہ رہ کر
آنکھوں کو بہ تمثیلِ شمع ملنا، ہائے!

(٩٣)

کل رات کے گریہ سے تھی جب برق تپیدہ
شبنم میں نہا رہی تھی پھولوں کی ہنسی
اک جو نہ ساغر سے نکل کر آیا
پہنچا اوج پہ تھے ساتھ شکستہ زباں بھی

(٩٤)

اٹھ اب کہ نظر میں ہے سحر اے ساقی
دل گرچہ ضعیف ہے پہ تیز اے ساقی
کہتے ہیں جسے حیات تشنۂ حیات
اس تشنہ جاں کو خبر کر اے ساقی

(۹۵)

جو اہلِ ترنّم ہیں، بہکے ہیں ضرور
فیضانِ صبا سے گُل مہکے ہیں ضرور
جو رند ہیں، پی کے گو بہکتے تو نہیں
البتہ کبھی کبھی بہکے ہیں ضرور

(۹۶)

کس رات کو کی نہ بادہ خواری ہم نے
کب کاکلِ عشرت نہ سنواری ہم نے
اب تک تو یہ رات جس کو کہتے ہیں شباب
زلفوں ہی کے سائے میں گزاری ہم نے

(۹۷)

کیا آج کی رات سب اپنی اپنی بولی لارات

گائی بولی چاندنی، اپنی اپنی بولی لارات

ہاں اور یہ بلا کیسے آگئی ہے یہ بدتمیز

یہ کیوں بولی ہے از لفوں سے اپنی اپنی بولی لارات

(۹۸)

دیکھو

ہفتہ، اتوار، ایک، دیکھو

گر بنگالہ ہے، ات کی سیاہی، دیکھو

ہاتھ میں صبح ہے، اور تیغ میں صبا

یہ مشرق کی بادشاہی، دیکھو

(۹۹)

کل رات کو کیا چین نہیں آیا ساقی
جب شیون پہ گلشن پایا ساقی
میں نے جو کہا مقصدِ ہستی کیا ہے
ساغر چھلکا کے مسکرایا ساقی

(۱۰۰)

وحدت کو ہے ناز کثرت، ساقی
جنت کو درکار ہے جلوت، ساقی
زاہد کی نماز ہو کہ رندوں کی شراب
دونوں کا مزا ہے با جماعت، ساقی

(۱۰۱)

دل کی جانب رجوع ہوتا ہوں میں
سر تا بقدم خضوع ہوتا ہوں میں
جب مہر پس شب غروب ہو جاتا ہے
پیدا بکف طلوع ہوتا ہوں میں

(۱۰۲)

ہستی کیا اک بکھرے ہوئے سے بیگانے نہیں
جب طرح کہ روزان ہو افسانے نہیں
یا صیقل کا ہے پیوستہ دل الہام
تدبیر صحیح کر آیا کہ دل ترے نہیں

(۱۰۳)

پیمانے میں ہے بادۂ اسرار نواز
نغمے میں ہے آسماں پیما آواز
پیالے میں مچل رہا ہے رنگ مست شباب
اے میری شب ماہ تری عمر دراز

(۱۰۴)

اسرار زباں کھول رہے ہیں پٹ
ہر گوہر ازل رہے ہیں پٹ
اے نغمہ گران بارگاہ عاشق
حیراں ہیں ازل رہے ہیں پٹ وا

(١٠٥)

بجلی سی کا فلک کو جو کمر دیتا ہوں میں
جو ہے حق میں سفینہ کھینچتا ہوں میں
جب وقت نکلتا ہے تب ہی آ جاتا ہے
نغمہ گر بن کے دیکھ لیتا ہوں میں

---

(١٠٦)

بادل ہے جھک رہی ہے اٹھو پی لے پلا ساقی
دشمن سے ٹپک رہی ہے اٹھو پی لے پلا ساقی
اے جام کہ ہر بات سے سبز و تر ہے
دے کے کھنک رہی ہے اٹھو پی لے پلا ساقی

(۱۰۷)

دنیا میں نہیں رنج زندگانی ایسی
اللہ رے اور یہ رنگ ہے فانی ایسی
باقی نہ رہا وہ جس کی راہیں گزریں
دو دن میں بیت جائے جوانی ایسی

(۱۰۸)

کل موتیوں کو رول دیا ساقی نے
سونے میں بھی تول دیا ساقی نے
پینے سے کہ کھلتا نہیں مقصود حیات
مینا کا گلا کھول دیا ساقی نے

مُتَفَرِّقَاتْ

جُھکتا ہوں کبھی ریگِ رواں کی جانب
اُڑتا ہوں کبھی کاہکشاں کی جانب
مُجھ میں دو دل ہیں، اک تو مائل بہ زمیں
اور ایک کا رُخ ہے آسماں کی جانب (مصنّف)

آئے گا نہ جانے کب زمانہ اپنا
آگے کئی صدیوں ہے ترانہ اپنا
قدرت سے ملا ہے مجکو محمد حنیف یہ حکم
بہروں کو سنائے جا فسانہ اپنا

(مصنّف)

(۱)

خود اپنے ہی فرمان سے معزول ہوں میں

مجبور کی ہے جو دعا وہ مقبول ہوں میں

خود اپنی ہی تیغ سے ہوا ہے جو بہ تیغ

اے اہل جہاں اور طرح مقتول ہوں میں

(۲)

الہام سخن کی یاد آئی ہے مجھے

دیرینہ چمن کی یاد آئی ہے مجھے

افسانۂ چشم سے بیتوں کا نہ پوچھ

ارباب وطن کی یاد آئی ہے مجھے

(۳)

مفلس ہوں مگر وارثِ فطرت ہوں میں
اسرارِ پیمبری کی دولت ہوں میں
اے لمحۂ موجود ادب سے پیش آ
آئندہ زمانے کی امانت ہوں میں

(۴)

مانا کہ سبک خرام و خود کام ہے وقت
بربادیٔ تزئین کا پیغام ہے وقت
واللہ کہ میری ابدی محفل میں
پتے کی طرح لرزہ براندام ہے وقت

(٥)

گھٹا اودی ہے برسات ہے بزمِ آب و گل کی
اب فکر ہے ماضی کی نہ ہے مستقبل کی
ہر سانس اُٹھاتی ہے اِلا کھول رہی ہے
سنتی ہے تیری پائل تری ہے دل کی

(٦)

جب رختِ شباب پارا پارا ہوگا
دل کو ترے رنگ کا بھی نہ یارا ہوگا
حیراں ہوں کہ داغِ شیب و پیری
سینہ میں مری غیرت ہے کس کو گوارا ہوگا!!

(۷)

کیا عمر کے ساتھ جوتیں چلتا ہے؟

کیوں شیب سے ہلکے ہیں نہ دو جلتا ہے؟

جذبات جیتے ہیں وقت پر عمر سوار

کیوں عمر کے آگے نہ بہلتا ہے؟

(۸)

بے عقل ہوئے انسان کو دیکھو ذرا

اس عقل کے نادان کو دیکھو ذرا

کس طرح اترا کے رکھتا ہے قدم

دریاؤں کے حیوان کو دیکھو ذرا

Excellent.

(۹)

افسردہ نہ بن اے گل تر! بات یہی ہے

شعلہ تر سے او دوست! اپنی جا بجا ہے یہی

چھیڑ دل کی بات سن! جنت اہل دنیا کو دیں

چھیڑ دل کی فقط یہ آب بقا ہے یہی

(۱۰)

اب خواہش لذات نہیں ہو سکتی

اب دل سے مدارات نہیں ہو سکتی

بس سے لیے تنگ قضا تری ہے دنیا

کم دیکھ کر ملاقات نہیں ہو سکتی

(١١)

تبلیغ کی دھن میں ہے رسالت حیراں
تخلیق میں مصروف ہے شاعر کی زباں
تبلیغ ہے منشاءِ رسولانِ سلف
تخلیق ہے منشاءِ خدائے دوجہاں

(١٢)

یہ دل یہ غرور اک بار گراں ہے اے دل
اور دل کے لئے وقت کہاں ہے اے دل
یہ عمر نہیں ارے جو آہ بھرے ہیں رفیق
یہ آہ تو ہر نفس کا دھواں ہے اے دل

(١٣)

صفت سے تیری ہیں کل صفات میرے آگے
بے پردہ ہے حسن ذات میرے آگے
کیا ہے یہیں آب حیات میرے در پہ
جھلک جاتا ہے کائنات میرے آگے

(١٤)

یہ راز کسی پہ کچھ نہ کھلا ہے واللہ
ہر چند کہ ترا پتا ہے واللہ
ادراک کسی کو بھی نہیں یاں نہ وہاں
بندہ کا بیاں ہے نہ خدا ہے واللہ

(۱۵)

یہ دبدبہ، یہ رواق، اللہ اللہ
کسریٰ کا یہ طرفہ طاق، اللہ اللہ
سیکنہ ترا فریب کہاں ہیں حمق؟
دنیا ترا طمطراق، اللہ اللہ!

(۱۶)

ماضی نے جھلک اپنی دکھائی کیا کیا
تاریخ نے کی جلوہ نمائی کیا کیا
نکلا جو لیے شکوہ سلطاں کا جلوس
شاعر کی گدائی یاد آئی کیا کیا

(١٧)

رازِ کون و مکاں کا محرم ہوں میں
بیتاب ہوں ، بیچین ہوں ، بیدم ہوں میں
مجھ میں پاتے ہیں پرورش ارض و سما
گہوارۂ طفلکِ دو عالم ہوں میں

---

(١٨)

قائم رہے یہ طور ، یہ ممکن ہی نہیں
باقی رہے یہ دور ، یہ ممکن ہی نہیں
احسان کیا ہے آج جس پر تو نے
کل وہ نہ کرے جور ، یہ ممکن ہی نہیں

(۱۹)

انسان ہے بے پناہ اژدرا سے بھاگو
بھاگو اس جنون وحشیانہ سے بھاگو
پہ آکے اگر پاؤں پہ رکھ دے سر بھی
لازم ہے کہ پاؤں سر پہ رکھ کر بھاگو

(۲۰)

ساونت ہوں کسی سے ڈرتا ہوں میں
دوزخ سے نہ زندگی سے ڈرتا ہوں میں
اس طنطنہ و دبدبہ و داوری کے باوصف
دنیا ترے آدمی سے ڈرتا ہوں میں

(۲۱)

سے ڈرتا ہوں میں

سب محبت کی دل لگی سے ڈرتا ہوں میں

محشر سے نہ زندگی سے ڈرتا ہوں میں

اغیار کی دشمنی سے ڈرنا ہے کیا!

احباب کی دوستی سے ڈرتا ہوں میں

(۲۲)

موقع بھی میرے حسب فطرت دیدیں

قالب بھی مرے میری طبیعت دیدیں

کچھ دور رہی بیٹھی تو دشمنی سے بچ لوں میں بھی

احباب سے بچنے کی اجازت دیدیں

(۳۶۳)

احباب کی یہ مزاج دانی افسوس
پھر چھیڑ دو پیش بدگمانی افسوس
جینا اور بہ عدوئے ارباب ادب!!
افسوس کہ اے سرشتِ فانی افسوس

۱؎ حضرت فانی بدایونی مرحوم

(۳۶۴)

آئینۂ قلب کاش دھولوں دم بھر
کب کا جاگا ہوا ہوں سولوں دم بھر
دے اے ازلی جمعیتِ خاطر یا رب
گھبرائی ہوئی تقدیر پہ رولوں دم بھر

(٢٥)

یہ جُز وہ قسمت نہ دکھائے گی کبھی
اے دل! یہ امید بر آئے گی کبھی
یعنی دنیا بھر کے ناداروں سے
داناؤں کو بھی گلے لگائے گی کبھی

(٢٦)

اے عطر کے دریا میں نہانے والو
ماہِ رمضاں کے ناز اٹھانے والو
اسلام کے عیدیوں سے ہم منہ بہ دوش
پیارا ہے عید منانے والو

(۴۰)

کیا درد کی داد چاہتا ہے کوئی؟

تقدیر کو یا سراہتا ہے کوئی؟

ہنگامِ تپش آتی ہے خفیف سی آواز

کیا زیرِ قدم سر اٹھاتا ہے کوئی؟

(۴۱)

کچھ لطف شبستاں نہ اٹھایا تھا ابھی

پہلو تھا ابھی بستر پہ کہ آیا تھا ابھی

ناگاہ کسی آہ جرس نے پوچھا

کیا بات ہے چل دیے کہ آیا تھا ابھی؟

(۲۹)

تخییل کی وہ شوخیٔ عریاں خدا پناہ

کس طرح زباں ہو نہ حیران و تباہ؟

الفاظ ابھی سے ڈال دیتے ہیں سپر

جب وقت گزرتی ہے معانی کی سپاہ

(۳۰)

سمجھاؤں کن الفاظ میں تجھ کو یہ راز

اللہ رے سحر کے وقت کا سوز و گداز

اس طرح چٹکتی ہیں چمن میں کلیاں

اطفال کی پیاپے ہچکیوں کی جیسے آواز

(۳۱)

بہار زینت گلوں گلستاں کا ہے دل

انداز نرالا ہے بیاباں کا ہے دل

کہیں تاب ہے جبیں داغ تپیدہ قلب ہے گل میں

دراصل تصور بہار خزاں کا ہے دل

---

(۳۲)

جب رات کو چھپتے ہیں بادل کالے

ظلمت میں پنپتے ہیں دلوں کے چھالے

قربان ترے اس وقت کی تاریکی میں

اٹھتے ہیں سحر سے دل کو چھپنے والے

(۳۳)

غلطاں ابھی ہیں چمنِ شب میں ظلمت کے نکات

ہستی کا فسانہ کہہ رہے ہیں ذرات

جھرمٹ ہیں ستاروں کے ہم سرِ سخن

ڈوبے ہوئے دل کے ساتھ یہ جھلکی ہیں بیدارات

(۳۴)

آئی ہے صبا چمن میں گانے کے لئے

کانٹے کو نہیں جرأت ڈرانے کے لئے

فریاد کرنا عاقبت اندیشی کی

بلبل اڑی ہے جو بیکرانے کے لئے

(۳۵)

کیوں اُس پہ صلوٰۃ بھیجوں کہ وہ دیتا ہے؟

کشتی مری طوفاں میں وہی کھیتا ہے

جھکتا ہوں اسے سجدہ تو اور بھی کرتا

وہ بیٹھ کے ساحل سے لگا لیتا ہے

---

(۳۶)

مجبور ہوں روزگار نے دی یہ سزا

بیٹھ جاؤں اگر، بار نہ اُٹھتا ہو مرا

حیرت سے کہاں سے اُٹھوں اُٹھا کر نظریں

تو دل میں ہے موجود، پہ معلوم نہ تھا

(۴۷)

ڈر ہے کہ نہ تیغ زن زندگانی ہو جائے
شیدا الم زیست شادمانی ہو جائے
ہاں یار عزیز سے غدار سے ہشیار
ممکن ہے کہ کل عدو بھی جانی ہو جائے

(۴۸)

ارمان ہیں جس دل میں وہ آباد نہیں
شادی کی جگہ ہوس ہے وہ شاد نہیں
ہاں نیز گراں گو تو نے کیا وصف
اپنا جو غلام ہے وہ آزاد نہیں

(۹۹)

جو عشق کے غم کو زندگی کہتے ہیں
رونے کو نشاط و شوخی کہتے ہیں
لیکن غمِ دنیا پہ ہے جب ان کی بنیاد
اس آہ کو ہم سخنوری کہتے ہیں

(۱۰۰)

ہر منظرِ زیست خوب بھاتا ہے مجھے
ہر ذرہ نئی جھلک دکھاتا ہے مجھے
پھولوں میں بھی امتیاز کرتا تھا کبھی
کانٹوں پہ بھی اب تو پیار آتا ہے مجھے

(۱۳)

بیگانہ اپنا نہیں ہوتا ہے
تاوقتیکہ اپنا اپنا نہیں ہوتا ہے
ہوچکا دل جیا تک کی تمنا مجھکو
اتنا تو میں بے حیا نہیں ہوتا ہے

---

(۱۴)

مرضی ہو تو سولی پہ چڑھانا یارب
سو بار تیرے ہجر میں جلانا یارب
معشوق کہیں آپ کا پیارا ہے بازیگر
ناچیز کبھی وہ دن نہ دکھانا یارب

(۳۳)

قصاب سے جب اک روز تیں پیلا جی
روشن کئے میں گلستاں کے آیات
سرو و سمن و سنبل و نسرین و گلاب
اندر سے عروس بن کے وہ بے کلمات

۳۴

حق کہتے ہے وہ عدالت میں زرال رفتار
ہوتا ہے جب اک قدم پہ یا ظلم سے دوچار
بے قطع منازل پہ پہنچتا نہیں ہے قادر
جب تک کہ انھوں کے کاندھے پہ سوار

(١٥٣)

یہ بزم میں بوس نہ بیٹھیں کسی کتاب صحن
یہ ذرہ ذرہ خاک سے جو اک افسانہ بن
بیشمار اک کھائی جو فال کتاب
صدا فسردگی تعب اور دیعہ لے کر تجھ

(١٥٤)

مصرع ہیں کہ تا اثر یہ مجالس میں پہنچ
ثابت ہوئی کہ عالم میں پایا ہے کسی نے
معنی کے اپنی بیان ایک سب آگاہ
الفاظ کے پیچ پیچ ہوں جس سے تب

(۱۸۱)

جب سانس میں سو بلائیں ہیں تیغ والے
امواج نفس کا رویہ ہے تیغ والے
اللہ ری تیغ کر دو شکن اُٹھے
اے سنگ یہ بادیہ ہے تیغ والے

(۱۸۲)

انصاف انا جسم سے دور ادا والے
اے وقت یہ دو کام نہ آ ادا والے
سبطین حسن کے حلق یا بڑا
یوسف کو زلیخا سے بچا یا ادا والے

(۴۹)

دنیا بھی دو دن، کاروبار دنیا بھی دو دن

دریا بھی دو دن، موج دریا بھی دو دن

ہر چیز ہے دو دن، پیکر دل کے طفیل

ہر آن ہستی ہے مری لا بھی سے دو دن

(۵۰)

اسرار کا عقل میں ہے آنا دیکھو

ہر گام پہ تنویر کہاں آنا دیکھو

مشغول ہیں با تخت پہ ہیں پیران کہن

مشغول ہے تیغ میں کا جھگڑا نا دیکھو

(۵۱)

جاری ہے گلوں سے درمیاں گفت و شنود

موضوعِ سخن طلعت ہے آبِ زمزم نمود

کھلتی ہوئی کلیوں پہ ہے شبنم ہے کہ صبح

اک لوحِ تبسم ہے نگارش سے آلود

(۵۲)

نہیں سکتا ہوں

مجبور ہوں ہنستہ رہ نہیں سکتا ہوں

شرمندہ ہیں قویٰ لڑ نہیں سکتا ہوں

احباب یہاں منتظرِ تا وارِ تیغ

واقف ہوں مگر چھوڑ نہیں سکتا ہوں

(۵۳)

ہر آہ میں اک شور ہے راحت کے لئے
ہر گام پہ اک حشر ہے عشرت کے لئے
مخلوق کی جستجو ہے بیتابانہ
ساری یہ اُچھل کود ہے دولت کے لئے

(۵۴)

پچپن ابھی ہیں گو شباب کا عالم ہے
پیری عہد یہ کامیاب کا عالم ہے
آنکھوں نے تمام رات تارے اب ہے
اور صبح کو آفتاب کا عالم ہے

(۵۵)

قید دل سے اہل ریا سے ہیں غیر سوتے
مے نوالے نہ نکالتیں پیسے ابوتے
کیچین بدبدا لو سوکے آگتے آنچ سے ہیں کار
آرام کی آرزو میں روتے روتے

(۵۶)

صد شکر کہ آ گئے شہابی جاڑے
کلیوں میں بسے ہوئے نجابی جاڑے
بھینی بھینی رضائیوں سے قابل
یکے ٹھیلے بے چینک گلابی جاڑے

(۵۷)

ہے ثنا خواں میں کیا ہر گل و ثمر آتے ہیں

کیسے باغ قدرت کے نظر آتے ہیں

یہ خیال گلستاں سے ہیں یا وہ جمال پری زاد

جب گل و ثمر تن سے اے صبا سے آتے ہیں

(۵۸)

شاعر کا ہے دربار زر و گوہر سے

آتی ہے تو موتیوں سے دامن بھر کے

تیری ہی بانی قوالی ہے آیا اردو جہاں

آ اور بیٹھ دور سے سجدہ کر کے

(۵۹)

پی جو تو قریب آئے، اُٹھ جا اے جوگن

دل سے تو گیا نہیں، نکل جا اے جوگن

سو نین تری راہ میں جال بچھا کے

سو نین کو ٹھکرا کے گزر جا اے جوگن

(۶۰)

اپنی پی سے سب پہ غور کرتا ہوں میں

سب جو اپنی بری طور کرتا ہوں میں

بندے اُمر سے ناز اُٹھاتا ہوں سے نگینہ

اکثر سے بھی غم دور کرتا ہوں میں

(٦١)

کیا شیخ کی خشک زندگانی گزری
بیچارے کی اک شب نہ سہانی گزری
دوزخ کے تخیل میں بڑھاپا بیتا
جنت کی دعاؤں میں جوانی گزری

(٦٢)

زاہد نے بھی کیا حیاتِ فانی کاٹی
مرغن تیں لحمیں میں زندگانی کاٹی
ملاؤں کی خدمت میں بڑھاپا کھویا
پیروں کی ولا میں جوانی کاٹی

(۶۳)

موسم سے جدا ہے زندگانی تیری
نیکی میں بھی خشک ہے کہانی تیری
بادل سے کئی بستیاں بھیگی ہیں ابھی
کس خواب گراں میں ہے جوانی تیری

(۶۴)

بگڑی ہوئی غفلت سے حماقت پیدا
ہوس کی محبت سے عداوت پیدا
شیطان و ابوجہل کی عظمت کی قسم
تو بار غلامی سے بغاوت پیدا

[illegible]

(۶۵)

تیری ہستی کا تو جس سے جدا ہوں میں
گر نہیں کل تو اک نفس سے جدا ہوں میں
کیا مجھ کو دوڑایا ہے ضرر ناداں
ہے گر یہ بس سے جدا ہوں میں

(۶۶)

قدموں پہ مرے عرش معلی بھی سہی
خورشید کی انجمن میں ذرہ بھی سہی
ہر جا حاضر ہوں میں عجب ہے یہ
اچھا حاضر کردہ تقوی ہی سہی

شعلہ و شبنم

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

اس مجموعہ میں حضرت جوش کی سیاسی۔ مذہبی
اور ہیجانی نظموں کا انتخاب اور سیاسی اور عشقیہ
سیاسی غزلیں درج ہیں۔ قیمت مجلد تین روپیہ

مکتبہ اردو دہلی

نقش و نگار

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

اس مجموعہ میں حضرت جوش کی رومانی اور
تخیلی نظمیں ہیں۔ قیمت مجلد عا

مکتبہ اردو دہلی

فکر و نشاط

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

اس مجموعہ میں حضرت جوش کی وہ نظمیں ہیں جو
فکر و تعقل اور مطالعہ و مشاہدہ پر مبنی ہیں۔
قیمت مجلد عہ

مکتبہ اردو دہلی